رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۱

فاللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

بحمایت سرکار حجۃ الاسلام علامۃ الاعلام حائری مجتہد پنجاب مدظلہم العالی

مدیر

مشکلات کے لئے بطریق مذکورہ دسی

ایم - ایم

ہے یا نہیں - بینوا و توجروا

کیونکہ ایسی صورت میں اس بچے کی ماں اس بچے کے والد پر حرام

باہتمام میاں فیروز الدین

گے اور بیٹے کی رضاعی بہن بیٹی کا حکم رکھتی ہے - وھو العالم

اور دفتر الحافظ کوچہ قاضی خانہ

فرعلی الحائری

قیمت سالانہ
دو روپیہ آٹھ آنہ

الحافظ

قیمت فی پرچہ
چار آنے

جلد دوم | بابت ماہ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق محرم الحرام ۱۳۴۵ھ | نمبر (۵)

باب الفتاوی

سوال۔ حضرت قاسم بن الحسن علیہ السلام کی عروسی کا واقعہ ذاکرین پڑھتے ہیں۔ اس کے متعلق حضور کا حوالہ دیتے ہوئے بعض مومنین نے واقعہ عروسی قاسم کی تکذیب کی ہے۔ امید ہے کہ ہم مقلدین کے اطمینان و عملدرآمد کے لئے اس کے متعلق اپنا فتویٰ لکھکر مشکور فرمائیں۔

الجواب۔ عروسی جناب قاسم کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ اس لئے میرے نزدیک عروسی قاسم کا پڑھنا درست نہیں ہے اور یہ قصہ بالکل بے اصل اور افترا محض ہے۔ اس جھوٹے قصے کا پڑھنا اور سننا معصیت میں داخل ہے۔ وہو العالم

سوال۔ جن مجالس عزا میں بعض خلاف شرع امور کا ارتکاب ہوتا ہو۔ مثلاً موضوعہ اور غلط روایات بیان کی جاتی ہوں یا راگ میں سوزخوانی ہوتی ہو۔ ڈھول تاشہ بجتا ہو۔ ایسی مجالس میں شریک ہونا جائز ہے یا معصیت۔ بینوا و توجروا

الجواب۔ مذکورہ باتیں فی الواقع خلاف شرع ہیں اور مجالس عزا ایسے غیر مشروع باتوں سے مبرا ہونی چاہئیں۔ ورنہ جن مجالس میں ایسی خلاف شرع امور کا ارتکاب ہوتا ہو انمیں شرکت کرنا یقیناً معصیت ہے وہو العالم

سوال۔ ایام عزا محرم میں لباس سیاہ بغرض اظہار غم حسین علیہ السلام زیب تن کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بنیت اظہار غم لباس سیاہ ایام محرم میں پہننا جائز بلکہ موجب اجر ہوگا۔ بشرطیکہ زیبائش بدن و جسم اس میں مقصود نہ ہو۔ وہو العالم

سوال۔ مردانہ مجلسوں میں بموقع عزا مستورات کو شریک ہونے کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اگر پردے کا مکمل انتظام موجود ہو۔ جس سے نظر نامحرموں کی ایکدوسرے پر نہ پڑ سکے۔ تو شرکت جائز ہے۔ جہاں بے پردگی کا خیال ہو وہاں جانے سے باز رہنا لازم ہے۔ اور یہ بہتر ہوگا کہ مستورات کی علیحدہ مجالس عزا قائم ہوں اور مستورات ہی ذاکری کے لوازم کو انجام دیں۔ ورنہ جن مجالس میں پردے کا انتظام نہیں کیا گیا ان میں شرکت کرنے سے نہ صرف مستورات ہی گنہگار ہونگی بلکہ ان کے شوہر بھی عاصی ہوں گے جنہوں نے شرکت کے لئے ان کو اجازت دی ہے وہو العالم

احقر:۔ **علی الحائری**

شذرات

پنجاب شیعہ مشن لاہور کا دینی انہماک

تبلیغی جدوجہد میں جو خصوصیت پنجاب شیعہ مشن لاہور کو حاصل ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ حال ہی میں بموقع عید الاضحیٰ زرکثیر خرچ کر کے نماز عید الاضحیٰ کا انتظام باغ بیرون موچی دروازہ میں کیا۔ جہاں لاہور اور مضافات کی تمام شیعی پبلک جمع ہوئی۔ حضور حجۃ الاسلام صدر الملت والدین سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر دام برکاتہم کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ مجمع ماشاء اللہ ۵-۶ ہزار نفوس سے کم نہ تھا۔ سرکار علامہ صاحب مدظلہ نے نماز اور خطبتین کے بعد آیت لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم عنوان کر کے قربانی کا فلسفہ بیان کیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور جناب اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کے ابتلاء و امتحان کا تذکرہ مفصل اور مدلل بیان فرمایا اور ضمناً تبلیغ اور شیعہ مشن کو بھی انجام دیتے رہے۔ سنی۔ وہابی۔ مرزائی۔ چکڑالوی سکھ۔ ہندو۔ عیسائی۔ موسائی وغیرہ اقوام بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔ اور بہت سے لوگ اس دلپذیر تقریر سے متاثر نظر آ رہے تھے۔ علماء و امراء و اعیان و عوام شیعہ سب اس مجمع میں موجود تھے۔

آخر میں ابن سعود کی حرکت نامسعود متعلقہ انہدام مزارات جنت البقیع پر جناب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب پروفیسر مشن کالج لاہور نے مختصر تقریر کی۔ نیز شیعیان ضلع لاہور کی طرف سے اظہار ناراضگی اور نفرت کا ریزولیوشن پیش کیا۔ جو باتفاق آراء اس جلسہ میں پاس ہوا۔

جلسہ عید غدیر

حسب اعلان شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور ۱۸ ماہ ذیحجۃ الحرام ۱۳۴۴ھ امام بارہ ننھے شاہ مرحوم میں بڑے پیمانہ پر عام جلسہ غدیر ہونا قرار پایا۔ مقررہ وقت سے پہلے جلسہ گاہ میں دور دراز مواضع سے لوگ جوق جوق آنے شروع ہوئے اور پورے آٹھ بجے شب تک حاضرین کی تعداد تقریباً دو ہزار کے درمیان ہو گئی۔ امام بارہ کا وسیع صحن۔ سقف۔ کوچے اور دیواروں تک ہجوم سے مملو ہو گئیں۔ شیعہ و سنی خاص تعداد میں شریک تھے۔ ٹھیک ۹ بجے جلسہ گاہ میں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ اردگرد کے مکانات میں مستورات بھی شرکت جلسہ کی غرض سے بکثرت جمع تھیں۔

ٹھیک ۹½ بجے حضور علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان رونق افروز جلسہ ہوتے۔ تمام لوگ فرط عقیدت و ارادت سے تعظیم کیلئے سروقد کھڑے ہو گئے اور نعرہ ہائے صلوات نے گنبد افلاک کو ہلا دیا۔ قبلہ وکعبہ نے آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا شان نزول بیان فرماتے ہوئے اہلسنت کی معتبرہ کتابوں سے بلافصل خلافت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو ثابت کیا اور تقدیر دیوفتو

جلد دوم سے یہ ثابت کیا کہ باعتراف حضرت عمر صاحب ۱۸ ماہ ذیحجہ عید کا روز ہے۔
ختم جلسہ پر ایک ریزولیوشن متعلقہ تعطیلات اعیاد غدیر۔ عید مباہلہ۔ عید نوروز اور ایام عزا۔ یوم شہادت جناب امیر۔ ۲۱ رمضان اور عشرہ کامل محرم الحرام پاس کیا گیا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں بھیجدیا جائے۔ تاکہ وہ شیعہ طلباء اسلامیہ کالج اور مدارس کو ان ایام میں مراسم مذہبیہ کی ادائیگی کیلئے رخصت فیا منظور کرے۔

الحافظ۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کی دوراندیشی سے امید کامل ہے کہ وہ شیعوں کے مذہبی جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی واجبی درخواست کو ضرور منظور فرما کر شیعوں کو اپنی انجمن کا مرہون بنائیں گے اور توقع ہے کہ انجمن حمایت اسلام سے شیعوں کو اس طرح زیادہ دلچسپی اور خاص ہمدردی پیدا ہوگی۔ کیونکہ اس انجمن کے ممبران میں شیعہ صاحبان بھی بکثرت داخل ہیں۔ اس لئے دونوں گروہ کے مذہبی جذبات کا لحاظ کیا جانا لازمی ہے۔

جلسہ عید مباہلہ

یہ مبارک تاریخ ۲۴ ذیحجہ کی ہے۔ جس میں نصاریٰ نجران سے جناب ختمی نبوت حضور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے مباہلہ کیا تھا اور قرآن میں آیت قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم الخ میں اس واقعہ کی شہادت دی گئی ہے۔ اور تاریخ نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مورخہ ۲۴ ماہ ذیحجۃ الحرام ۱۳۴۲ھ اس مبارک عید کی تقریب پر جناب حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ دام ظلہ کا وعظ منجانب شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان لاہور امام باڑہ جناب سید مہدی علی شاہ صاحب واقعہ چوہٹہ مفتی باقر میں ہوا۔ سرکار علامہ نے اسی آیت کریمہ کو عنوان کرکے الفاظ ابناءنا۔ نساءنا اور انفسنا کی تشریح میں حقائق اور معارف کے دریا بہا دیئے۔ ہر ملت و مذہب کے لوگ شریک تھے اور ہجوم اس قدر کہ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ رات کو ایک بجے جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

عطیہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

عالی جناب مکرمی ثامن علی صاحب وکیل و سیکرٹری انجمن موید آل انڈیا شیعہ کانفرنس حیدرآباد دکن مبلغ باون عہ روپے اس تحریر کیساتھ بھیجتے ہیں۔ کہ "انجمن موید آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے جلسہ تعزیت انتقال مولوی سید نیاز حسین صاحب مجسٹریٹ ضلع عثمان آباد۔ و مولوی سید امیر حسن صاحب فروغ سابق معتمدین انجمن موید پر کہ ان حضرات نے بہت مفید کام کئے تھے۔ دوسری تحریکات کے ساتھ جو حاضرین نے چندہ دیا اس میں باون عہ روپے مدرسۃ الحفاظ کے بھی تھے وہ مرسل خدمت بابرکت ہیں۔ رسید سے مطلع فرمائیں۔ فجزاھم اللہ احسن جزاء المحسنین۔

ایضاً عطیہ ثانیہ

جناب خواجہ محمد عبدالستار صاحب انصاری۔ بازہرت کی جانب سے مبلغ دس عہ روپیہ مدرسۃ الحفاظ کے لئے پہنچے ہیں جنہیں عا روپے تو خواجہ صاحب کا عطیہ ہے اور عہ روپے جناب خواجہ سعید حسین صاحب کے بموقع عیدالاضحیٰ مدرسہ کیلئے مومنین سے وصول کئے ہیں۔ اجرھم علی اللہ تعالیٰ

دعوت ولیمہ

گذشتہ نمبر میں اس تقریب کی اطلاع دی جا چکی ہے کہ جناب آقا سید محمد رضی الرضوی سلمہ بہ القوی فرزند دلبند سرکار شریعتمدار علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام ظلہ کی شادی خانہ آبادی ہونی قرار پائی ہے۔ ۲۶ ماہ جون ۱۹۲۶ء کو دعوت ولیمہ قرار پائی۔ صبح ۸ بجے سے ۲ بجے دوپہر تک نہایت پرتکلف دعوت دی گئی۔ لاہور کے تمام مومنین اور مومنات کے علاوہ اکابر اہلسنت بھی اس ولیمہ میں مدعو کئے گئے۔ دعوت نہایت پرتکلف تھی اور طعام کا بہت فراوان انتظام کیا گیا تھا۔ کچھ حضرات دوسرے اضلاع سے بھی بلائے گئے تھے۔ ۲۷ جون کو صبح ۸ بجے دار الشریعہ میں روانگی برات کے لئے اجتماع ہونا شروع ہوا۔ پہلے شربت شیر و برف اور سگار۔ پان اور عطر سے ان کی تواضع کی گئی اور پھولوں کے ہار سب کو تقسیم کئے گئے۔ شعراء نامدار کی طرف سے بکثرت سہرے وصول ہو چکے تھے۔ جن میں سے صرف پانچ سات کی تعداد میں سہرے پڑھے جا سکے۔ اس کے بعد یہ اجتماع عظیم۔ دولہا میاں کے ہمراہ صلواتوں کے نعروں کیساتھ برات لیکر روانہ ہوا اور بعد از تناول ما حضر رخصت ہوا عصر کو ۵ بجے دولہا میاں مع الخیر دلھن کے ہاں سے رخصت ہوئے اور صلواتوں کے نعروں کیساتھ دار الشریعہ میں دولہا اور دولہن دونوں کو پہنچایا گیا جمع اللہ شملہما و بارک لھما۔

الحافظ۔ ماشاء اللہ اس عروسی کا تبلیغی اثر یہ ہوا کہ تمام اہل خلاف نے اس سادگی برات کو بہت پسند کیا اور اس سے بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ اس مبارک عروسی کے بعد اسی محلہ کے ایک اہل خلاف نے اپنی برات کو بالکل سادہ بغیر باجہ۔ ناشہ اور ڈھول و سرنا کے اٹھایا۔ توقع ہے کہ مومنین اپنی شادیوں میں اس شرعی رسم سادگی کو رواج دیکر معصیت اور زیر بار ہونے سے بچیں گے۔

قابل توجہ گذارش

مکرر لکھا جا چکا ہے کہ خریداران الحافظ خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ مگر افسوس ہے کہ سماعت اور اس پر توجہ نہیں ہوتی اور اکثر حضرات اپنا چٹ نمبر نہیں لکھتے اور بعض حضرات بجائے چٹ نمبر لکھنے کے رجسٹرڈ اہل نمبر لکھ دیتے ہیں جس سے دفتر کو سخت تکلیف نام کے تلاش میں ہوتی ہے اور بعض دفعہ تو گھنٹوں مختلف رجسٹروں کو تلاش کرنے پر بھی نام کا پتہ نہیں ملتا۔ اس لئے جواب یا تعمیل ارشاد میں تعویق ہو جاتی ہے۔ لہذا آئندہ چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ ورنہ شکایت معاف۔

نامہ نگاران سے گذارش

مؤدبانہ گذارش ہے کہ نامہ نگاران مضامین لکھتے وقت بمصداق خیر الکلام ما قلّ و دلّ ہمیشہ اختصار ملحوظ رکھیں۔ مختصر مضامین جلد اور اکثر بتبہ طبع ہو سکتے ہیں۔ اور طویل مضامین مختلف نمبروں میں تقسیم ہونے سے بے لطف ہو جاتے ہیں یہ بھی مناسب ہے کہ مضامین خوشخط ہونے چاہئیں کیونکہ شکستہ اور بدخط مضامین غلط غضب چھپ جاتے ہیں۔ خاکسار مدیر

الیس اللہ بکاف عبدہ

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
پورا صفحہ	للعہ ۴ ر	سے ۸ ر	صہ ۵ ر	عا
نصف صفحہ	عـہ ۱۰ ر	سے ۶ ر	للعہ ۳ ر	عہ
چوتھائی صفحہ	صہ ۵ ر	سے ۳ ر	عا ر	عـہ ر

حساب آمد و خرچ شعبہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ ذیحجہ ۱۳۴۴ھ

آمدنی

بقایا سابقہ ...... ۲۴۶ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی
چندہ و عطیہ ...... ۶۲ روپے
میزان ...... ۳۰۸ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی

خرچ

تنخواہ مدرس ...... دس روپیہ
میزان ...... دس روپیہ

کل میزان موجود - ۲۹۸ روپیہ ۱۴ آنے ۶ پائی

سید حسین رضوی آنریری جنرل سیکرٹری شعبہ مدرسۃ الحفاظ لاہور

اَلحُسَینُ مِنّی وَاَنَا مِنَ الحُسَین

(از افادات حضور حجۃ الاسلام علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب لاہور)

حسین علیہ السلام وہ برگزیدہ مقدس ہستی ہے جس کے لئے حضور ختمی نبوت فداہ روحی علیٰ رؤس الاشہاد یہ شہادت دیرہے ہیں کہ الحسین منی وانا من الحسین (متفق علیہ) یعنی پیغمبر اسلام نے فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

اس حدیث متفق علیہ سے صراحۃً ثابت ہے کہ ان دونوں بزرگ ہستیوں کا وجود ایک دوسرے سے متلازم ہے - کیونکہ حدیث شریف کے پہلے جملہ کا مفہوم تو صریح اور صاف ہے جہاں پیغمبر نے فرمادیا ہے کہ حسین مجھ سے ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ حسین علیہ السلام بضعۃ رسول سیدہ بتول کے فرزند ہیں - اگر رسول نہ ہوتے تو لازماً پھر حسین بھی نہ ہوتے جس میں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی - لیکن حدیث مذکور کا جملہ ثانیہ غور طلب ضرور ہے - جہاں ارشاد ہوا ہے کہ وانا من الحسین - میں بھی حسین سے ہوں کیا اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ پیغمبر نے فرمایا اگر حسینؑ دنیا میں نہ آتے تو پھر

میں بھی عالم وجود میں نہ آتا۔

اللہ اللہ! کیا شان حسینی ہے اور کس قدر عظیم المرتبہ ہستی ہے کہ اگر پیغمبر باعث ایجاد عالم و آدم ہے تو حسین علیہ السلام باعتراف و شہادت پیغمبر صلعم باعث وجود ختمی مرتبت ہے۔

حل عقدہ } یہ عقدہ اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ حسین فرزند رسول صلعم ہے۔ اور رسول خدا روحی فداہ نسل اسماعیل ذبیح اللہ سے ہیں۔ جب ابراہیم خلیل اللہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو ذبح کرنے کے امتحان میں مبتلا ہوئے تو آپ نے خدا کے اس حکم کی تعمیل محض ایک رویاء صادقہ کی بناء پر کرنی چاہی۔ خلیل اللہ نے اسماعیل کو زمین پر لٹا کر ذبح کرنے میں ہر چند کوشش کی مگر چھری نے بحکم خدا اس مقدس گلو کو نہیں کاٹا۔ خلیل اللہ اس پر نہایت متاسف ہوئے کہ حکم خدا۔ اور تعمیل ابتلاء میں تاخیر ہوئی۔ اس وقت خطاب ہوا اے خلیل متاسف کیوں ہو؟ عرض کیا۔ کاش میں اپنے ہاتھ سے اس فرزند کو خاص تیری راہ میں ذبح کر ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا اور اس طرح ہم دونوں اجر عظیم کے مستحق ہوتے۔ اس وقت خطاب ہوا اے خلیل! مَنْ اَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ کس کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو۔ کہا حَبِیْبُکَ مُحَمَّدٌ یعنی محمد رسول خدا کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں خطاب ہوا فَاَوْلَادُہٗ اَحَبُّ اِلَیْکَ مِنْ اَوْلَادِکَ قَالَ نَعَمْ کہ اے خلیل محمد خاتم الانبیاء علیہ السلام کی اولاد کو تم اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہو۔ کہا بے شک پھر خطاب ہوا فَانْظُرْ اِلٰی سَاقِ الْعَرْشِ کہ اے خلیل ساق عرش کی طرف دیکھ۔

اہلسنت کی تفسیر کے مطابق خطاب ہوا اِرْفَعْ رَاْسَکَ فَکُشِفَ الْغِطَاءُ فَرَاٰی یَوْمَ الْعَاشُوْرَہ یعنی اے خلیل اوپر کی طرف دیکھ جب دیکھا تو پردے ہٹا دیئے گئے۔ عاشورا کے واقعات کو خلیل اللہ نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اس میں اشارہ تھا کہ اے خلیل دربار عظمت الٰہی کیلئے قربانی ایسی محبت کاملہ سے ہونی چاہیئے کہ حسین کی طرح جملہ تعلقات دنیاوی کو قطع کر دیا جائے فَبَکٰی بُکَاءً الثَّکْلٰی اس وقت واقعات شہادت حسین علیہ السلام کو دیکھ کر خلیل اللہ بے اختیار رو پڑے اس وقت خطاب ہوا وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی اے خلیل حسین علیہ السلام پر اپنے تیرے بکاء و جزع کو میں نے فدیہ قرار دیا اس رونے کا جو تم اسماعیل پر ذبح ہونیکے بعد کرتے۔ سچ تو یہ ہے کہ

سر ابراہیم و اسماعیل بود ✤ یعنی ان اجمال را تفصیل بود

اب اس سے صاف معلوم ہوا کہ اس مقدس ہستی (حسین علیہ السلام) کی شہادت نے اسماعیل کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔ کیونکہ حسین شہادت اختیار کر چکے تھے اس لئے یہ ضروری تھا کہ وہ دنیا میں آئے۔ اسی غرض کی تکمیل کیلئے اسماعیل ذبح ہونے سے بچ گئے اور ان کی ذریت طاہرہ میں حضور ختمی مرتبت صلعم پیدا ہوئے اور پیغمبر صلعم کی بیٹی سے حسین علیہ السلام دنیا میں آئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر حسین علیہ السلام شہادت اختیار نہ کرتے تو نہ اسماعیل ذبح ہونے سے بچتے نہ ان کی نسل سے پیغمبر خدا پیدا ہوتے

اس لئے پیغمبر صلعم نے فرمایا وانا من الحسین کہ اگر حسین مجھ سے ہے یعنی میرے ذریعے سے ہے تو میں بھی حسین سے یعنی حسین کے ذریعہ سے ہوں۔ کہ ان کی شہادت قبول کرنے کے سبب اسماعیل بچ گئے اور اس کی ذریت سے میں وجود میں آیا پس میرے دنیا میں آنے کا ذریعہ حسین ٹھہر سچ ہے۔

خون او تفسیر این اسرار کرد ❖ ملت خوابیدہ را بیدار کرد

مزید براں اس حدیث کے شرح کی ایک اور وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضور ختمی بنوت روحی فداہ کی خلقت اور بعثت اس لئے ہوئی کہ آپ الانس وجن کی اصلاح کریں۔ ان کو ہدایت فرمائیں۔ علم و حکمت سکھائیں اور ان کے اخلاق و معاشرت کو سنواریں۔ جیساکہ قرآن کریم و حدیث سے ثابت ہے یَتْلُوا عَلَیْھِمْ آیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ الخ کہ رسول ان کو خدا کی آیتیں پڑھکر سناتا۔ ان کو پاک و پاکیزہ کرتا اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حدیث بھی سنئیں جس میں پیغمبر صلعم نے اپنی بعثت کی علت خود بیان فرمادی ہے۔ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق یعنی میرے بعثت کی غرض یہ ہے کہ میں لوگوں کو ہدایت کروں اور ان کے اخلاق کی اصلاح کرلوں۔

اب غور کرو کہ یزید کے زمانہ میں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی خلقت اور بعثت کی یہ علت قطعاً مفقود ہوچکی تھی۔ اس نے تمام احکام اسلام کو ضائع کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے عامہ خلق صراط مستقیم سے قطعاً منحرف ہوکر بہت دور چلے گئے تھے۔ صرف اسلام کا نام ہی نام تھا۔ اسلام کا کوئی کام باقی نہ رہا تھا۔ اس شارب الخمور و راکب الفجور (یزید) کی اس وقت اگر امام حسین بیعت کرلیتے تو اسلام کا نام بھی آج یقیناً صفحہ ہستی پر باقی نہ ہوتا۔ مگر حسین نے درجہ شہادت کو حاصل کرکے نہ صرف دین اسلام کو زندہ ہی کیا بلکہ قیامت تک آنیوالی نسلوں کی ہدایت کیلئے اپنی شہادت سے اسلام کی صداقت پر کبھی نہ ٹوٹنے والی مہر کردی اور قیامت تک اپنی شہادت کو ایک نہایت روشن مینار کی طرح دلیل و برہان کی صورت میں پیش کردیا تاکہ ان کی شہادت کے واقعات عجیبہ کو سن سن کر فرزندان اسلام ہدایت حاصل کرتے رہیں اور اسلام کی صداقت اور صراط مستقیم کو معلوم کرنے کے لئے ان کے سامنے آئندہ کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ پس جو غرض بعثت رسول کی تھی چونکہ وہ اب شہادت حسین سے حاصل ہوگئی۔ اس لئے پیغمبر نے پہلے سے یہ فرمادیا تھا کہ وانا من الحسین کہ میں بھی حسین سے ہوں یعنی حسین علیہ السلام اپنی شہادت کے سبب سے میرے وجود اور علت بعثت کا باعث اور دین اسلام کے لبقاء اور ارتقاء کا سبب ہے جیساکہ میں اس کے وجود کا باعث ہوا ہوں۔

اس حدیث کی شرح میں ایک اور وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب ایک چیز کے مثلاً مختلف حصے دو چار۔ پانچ میں تقسیم کردیئے جائیں تو اس کے ہر حصہ کے متعلق یہ کہنا صحیح اور معقول ہوگا کہ یہ حصہ اس میں سے ہے۔ اور وہ حصہ اس میں سے ہے۔ ایسا کہنے سے ان تمام حصوں کی وحدت ذاتی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب متفقہ حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ (خمسہ طیبہ) پنجتن پاک کا عالم انوار میں ایک ہی نور تھا۔ گو بظاہر عالم اجسام میں وہ محمد۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن اور حسین علیہم السلام

کی پانچ صورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مگر حضور ختمی مرتبت صلعم نے ارشاد الحسین منی وانا من الحسین میں اس راز سے پردہ اٹھانا چاہا کہ حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں یعنی میری اور اس کی حقیقت اصلیہ (نور) ایک ہے۔ اگر ظاہری کچھ فرق ہے تو بس اسی قدر کہ مجھے خلعت نبوت و رسالت پہنایا گیا ہے اور حسین علیہ السلام کو لباس امامت و خلافت۔ بلاتشبیہہ مانند ان دو روشن شمعدانوں کے جن میں سے ایک کا فانوس تو مثلاً سبز ہو اور دوسرے کا فانوس سرخ رنگ کا ہو ان مختلف الالوان فانوسوں کے سبب سے اگر ان کی ماہیت اور حقیقت شمع میں فرق نہیں آسکتا ہے تو اس فانوس نبوت و امامت کی اصلیت و حقیقت میں پھر کیونکر فرق آسکتا ہے۔ پس یہ سب حضرات درحقیقت ایک ہی تھے۔ صرف لفظ نبوت کے سوا ان میں کوئی فرق نہ تھا۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے۔ اولنا محمدؐ واوسطنا محمدؐ واخرنا محمدؐ وکلنا محمدؐ یہ سب حضرات درحقیقت متحد ہیں اور ایک شان و حقیقت رکھتے ہیں۔ اس لئے حسینؑ کا پیغمبر سے ہونا اور پیغمبر کا حسین سے ہونا بجا اور بالکل صحیح ارشاد ہے مگر نا اہلوں نے ان کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ سچ ہے

؎ چون خلافت رشتہ از قرآن گسیخت ❖ حریت را زہر اندر کام ریخت۔ فتدبر جداً

"قربانی"

(از جناب سید ابوالحسن صاحب نائب رجسٹرار قانونگو ضلع جونپور)

مسلمانو! ذالحجہ کا مہینہ گذر گیا۔ ماہ محرم الحرام کا مہینہ آگیا۔ ابھی ماہ ذالحجہ ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ خیال آمد ماہ محرم نے مسلمانوں کی حالت ظاہری و باطنی میں ایک غیر معمولی تغیر پیدا کر دیا۔ تعزیت مظلوم میں صف ماتم کا گھر گھر بچھنے۔ عزاخانوں کو نقل تربت معصوم و علم عباس مظلوم سے چپکے رو رو سنوارنے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ ادھر چاند نمودار ہوا ادھر محبان رسول مختار و فدایان آل اطہار آنکھوں کو اس بیکس و مظلوم کے ماتم میں اشک خونین بہانے کیلئے وقف کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جس کا خون کربلا کی جلتی ریت پر دسویں محرم کو بے جرم و خطا بہایا گیا۔ اور جس کی میت بھی اس کسمپرسی کی حالت میں پڑی رہی کہ جس کے بیان سے زبان وفور غم سے خاموش۔ قلم تحریر سے شکستہ۔ دل یاد سے خستہ ہو جاتا۔ دنیا ایسی نظیر پیش کرنے سے مجبور ہے۔ صفحات تواریخ عالم گو واقعات عجیبہ و حادثات غریبہ سے سیاہ ضرور ہیں۔ لیکن اس واقعہ ہائلہ سے بڑھکر کوئی واقعہ تلاش کیجئے تو وہ تمام صفحات سفید نظر آویں گے۔ کیا بات ہے واقعہ یہ ہے کہ نہ تو وہ حق پرست ہستیاں اپنی نظیر عزت و وقعت شرافت و نجابت علم و حلم۔ صبر و رضا۔ عبادت و ریاضت عصمت و عفت میں رکھتی تھیں جنہوں نے اپنی بے نظیری کا ثبوت میدان نینوا میں ایک روز ایک ساعت دیدیا۔ اور نہ وہ ناحق پرست دروغ گو۔ بے عزت و بے غیرت۔ ظالم و جابر جاہل و غافل۔ غاصب و خاطی اپنا نظیر اپنی

شیطانیت میں رکھتے تھے۔

واہ رے سنگدلی! کیسے تھے وہ مسلمان جنہوں نے حدیث الحسین منی وانا من الحسین کو ایسا دل سے محو کر دیا کہ گویا سنا ہی نہ تھا اگر ذرا بھی خیال ہوتا کہ منشاء ارشاد ہدایت بنیاد حضور اقدس کا کیا ہے۔ تو یقیناً نہ تو ابن سعد اولادِ رسول پر موسم گرما میں عرب کی سرزمین پر پانی بند کرتا اور نہ کوئی دشمن خدا عالم غربت میں ستانے کے لئے آمادہ ہوتا اور نہ ان خشک گلوں پر خنجر چلانے کیواسطے کوئی ہاتھ اٹھتا۔ غرض حرص و طمع کے پتلے ایسے بھولے کہ انہوں نے عوض میں زر کے بوسہ گاہ نبوی کو خنجر بے آب سے قطع کر ڈالا نہ شبیہ پیغمبر چھوٹی نہ تصویر حیدر بچی نہ یادگار حسن کو باقی رکھا۔ غرض گلزار نبوت کو اس طرح برباد کیا کہ جس کے لئے ارض و سما بر و بحر۔ شجر و حجر۔ انس و جان انبیاء و اولیاء روئے ہیں لیکن نہ روئے تو وہ جھوٹے مدعیان اسلام جن کی زبان پر کلمہ طیب لیکن دل میں بغض بھرا ہوا تھا اور دشمنی مقام کئے ہوئے تھی۔ دیکھو ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ زمانہ بقر عید میں فسادات جنگ و جدل کی کس درجہ خبر تھی۔ ہندو اس پر تلے تھے کہ گھر جل جائے مال لٹ جائے جائداد تلف ہو جائے حتی کہ جان بھی چلی جائے لیکن ان کے سامنے یا ان کے علم میں ایک بے زبان جانور مسلمانوں کے ہاتھ سے نہ ذبح ہو۔ اور مسلمان اس امر پر بیٹھے تھے کہ ایک مذہبی معاملہ ہے۔ قربانی ضرور ہونی چاہئے۔ گو یہ بہت ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ ایسے پر آشوب زمانہ میں محض گائے بھی ذبح ہووے کہ جان و مال کا خطرہ ہو۔ ہندوؤں میں بھی ایک عجیب شورش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ گائے کو بحیثیت ایک دیوی کے مانتے ہیں اور دنیاوی فائدہ کے لحاظ سے یہ کہتے ہیں کہ صرف گائے کی بدولت زمانہ حسب حیثیت آرام و عیش سے زندگی بسر کرتا ہے۔ قوت و قوت کا اسی پر مدار ہے۔ علاوہ بریں یہ کہتے ہیں جس جانور نے ماں کی طرح دودھ پلایا ہو۔ اس کے گلے پر یوں چھری چلانا نہیں چاہئے۔ جس کیلئے وہ ایک گونہ ذمہ وار ہو سکتے ہیں۔ غرض اس ذبح کو انتہا ظلم تصور کرتے ہیں۔ انہیں وہ جوش انتقام پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کا فرو کرنا انہیں کا کام ہے۔ لیکن وائے برحال ان مسلمانوں کی جنہوں نے بوقت ذبح سبط رسولؐ یہ بھی خیال نہ کیا کہ حسینؑ خانہ عرش منزلت حضور پرنور سرورِ عالم مفخر موجودات صاحب لولاک کا گوہر شب چراغ رسول زادی کا لخت جگر علی کا نور نظر میدان کربلا میں سولہ پہر سے پیاسا ہے۔ نہ کوئی مونس ہے نہ ہمدم۔ ان نمائشی مسلمانوں کو یہ بھی خیال نہ گذرا کہ یہ اس کا نواسہ ہے جس کی رضا و اطاعت پر ہماری برات مبنی ہے۔ اور جس نے ہم کو قعر ضلالت سے نکال کر راہ ہدایت پر پہنچایا اور کس بے احتیاطی اور بے دردی سے ذبح کیا۔ شاید کوئی مسلمان بھی اس طرح حیوان کو ذبح نہیں کرتا۔ چنانچہ امام زین العابدینؑ بعد شہادت مظلوم کربلا ایک قصاب کو گوسفند لے جاتے ہوئے دیکھکر فرماتے ہیں اور روتے ہیں کہ افسوس مسلمانوں نے بابا کو اس گوسفند سے بھی کم تر سمجھا کہ لوگ اسے کھلا پلا کر سیر و آسودہ کرکے علیحدہ ہم جنس سے دور تیز چھری سے ذبح کرتے ہیں اور بابا کے ذبح کے وقت مطلقاً خیال نہ گذرا کہ یہ رسول کی گود کا پالا ہے۔ رسول زادی کا راج دولارا ہے۔ نفس رسولؐ کی آنکھوں

تارا ہے اسے مت ذبح کرو نہ یہ کوئی کہتا تھا کہ اسے چھوڑ دو اس کے نانا نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے اور ہمارے واسطے بڑے بڑے مصائب اٹھائے ہیں۔ اتنی بھی ہمدردی نہیں ظاہر کی کہ جیسی ہندو گائے کو قربانی سے بچانے کے لئے سب کچھ کر ڈالتے ہیں اور حتی الوسع بچا لیتے ہیں۔ گو جان و مال کا بھی نقصان اٹھاتے ہیں بہ این وجہ کہنا پڑتا ہے کہ بے شک اہل ہنود ان سنگ دل بناوٹی نام کے مسلمانوں سے بہتر ہیں۔ جنہوں نے بمفاد حدیث الحسین منی خون رسول بہا دیا اور بہانے میں حصہ لیا اور سر توڑ کوشش کی۔ اور اس واقعہ ہائلہ کی یاد سے مسرور ہوئے ہیں +

باسمہ سبحانہ

شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور کی تبلیغی جدوجہد

اہل لاہور کیلئے ۱۸ رجون ۱۹۲۶ء کا روز بھی ایک سعید دن تھا۔ خوبی قسمت سے سلطان الذاکرین شیخ گل محمد صاحب ملتانی المتخلص بہ عاشق تشریف لائے ہوئے تھے۔ جنہوں نے از راہ مہربانی اراکین سوسائٹی کی درخواست پر امام باڑہ ننھے شاہ میں ایک جامع تقریر فرمائی جو مقبول عام ہوئی اور نہایت موثر پیرایہ میں اسلام کی روحانیت و صداقت بیان کر کے حاضرین سے تحسین و آفرین کا خراج حاصل کیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ ایسے درخشندہ ستاروں کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ بحق محمد و آل محمد۔

جلسہ عید غدیر عید غدیر کا یوم موفور السرور بھی شیعیان ذوالفقار کے لئے نہایت مبارک اور باعث ابتہاج ہے۔ کوئی شہر قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں جہاں اس یوم الفرح کا جشن نہ منایا جاتا ہو مبارکباد کے نعرے نہ بلند ہوتے ہوں۔ مومنین کرام ایک دوسرے کو تحفے اور ہدیے نہ بھیجتے ہوں وہ اس لئے کہ انعقاد خلافت امیر المومنین کا دن ہے۔ کیسی خلافت جو خلافت منصوص من اللہ ہے۔ لاہور میں بھی حسب قاعدہ مسنونہ شیعہ ینگمین سوسائٹی کی طرف سے امام باڑہ ننھے شاہ صاحب مرحوم میں جلسہ عید غدیر منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ قصیدہ خوانی بھی ہوئی۔ ازاں بعد جناب سرکار حجۃ الاسلام حکیم الامۃ علامۃ فہامہ السید علی الحائری مجتہد پنجاب نے جلوہ آرائے منبر ہو کر آیہ مجید یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایہ کو عنوان فرما کر عملی رنگ میں خلافت راشدہ کا حاضرین کو نقشہ دکھایا۔ اس آیہ مبارکہ کے دیگر لوازمات بیان کر کے گم گشتگان راہ ہدایت کے واسطے خضر راہ بنکر ان کو ہمیشہ کیلئے صراط مستقیم دکھا دیا۔ یہ عظیم الشان وعظ پورے دو گھنٹہ کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ پر ختم ہوا۔ خداوند کریم اس بزرگ ہستی کے مبارک وجود کو تا دیر زندہ و برقرار رکھے جو اسلام کے ناموس اور تحفظ شریعت غراء میں ہدایت خلق کا باعث ہو رہی ہے اختتام وعظ پر اسی مجمع عام میں دوسرا جلسہ شروع ہوا (جس کا اعلان بذریعہ اشتہار پہلے سے کیا جا چکا تھا) خاکسار نے اس ضروری جلسہ کے انعقاد کی مختصر الفاظ میں وجہ بتائی اور قبلہ و کعبہ نے انجمن حمایت اسلام

لاہور کو مخاطب کرکے ایک جامع تقریر فرمائی۔ قبلہ و کعبہ کی بسیط تقریر ختم ہونے پر مفصلہ ذیل ریزولیوشن پڑھکر سنا دیا گیا۔

نقل ریزولیوشن

باسمہ سبحانہ

انعقاد جلسہ منجانب شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور منعقدہ ۳۰ رجون ۱۹۲۶ء مطابق ۱۸ رذالحجۃ الحرام ۱۳۴۴ھ بروز چہارشنبہ ۹ بجے شب

زیر صدارت

جناب سرکار شریعتمدار حضور حجۃ الاسلام والمسلمین نائب خلفاء الراشدین علامہ فہامہ حکیم الامۃ مولانا السید علی الحائری مجتہد پنجاب مدظلہم العالی بدوام الایام واللیالی۔

مذہبی نقطہ نگاہ سے فریقین (شیعہ و سنی) کے نزدیک جس طرح اور اسلامی تیوہار عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی کومۃ لائم اور عذر کے ایام محرم الحرام۔ عید نوروز۔ عید غدیر عید مباہلہ کے بزرگ اور افضل الایام ہونے میں بھی کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان ایام مسنونہ کی اسلامی حلقہ میں تعطیل نہ منائی جاوے۔ لہذا ہم انجمن حمایت اسلام لاہور کو توجہ دلاکر نہایت ادب سے مفصلہ ذیل الفاظ میں گذارش کرتے ہیں۔ وھوھذا

ریزولیوشن نمبر ۱۔ شیعیان لاہور کا یہ عظیم الشان جلسہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو پرزور الفاظ میں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ شیعیان لاہور کے مذہبی جذبات کو برقرار رکھتے ہوئے مثل اور تیوہاروں کے مندرجہ ذیل تیوہار کی تعطیلات عام کرکے شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور کو خصوصًا اور شیعہ پبلک کو عمومًا ممنون فرمایا جاوے۔ (۱) محرم الحرام کا پہلا عشرہ کامل (۲) عید نوروز ۲۱ رمارچ۔ (۳) عید غدیر ۱۸ رذالحجۃ الحرام (۴) عید مباہلہ ۲۴ رذوالحجۃ الحرام۔

ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی ذات سے امید واثق اور پوری توقع ہے۔ کہ ہماری درخواست کو جو بالکل واجبی اور مناسب ہے تعطیل عام منظور فرماکر رہین منت فرمایا گیا۔ اگر انجمن مذکور کو کسی وجہ سے تعطیل عام کرنے میں کوئی عذر ہو تو پھر ہم گذارش کرتے ہیں کہ کم از کم شیعہ اساتذہ و شیعہ طلباء کو ان ایام کی حاضر باشی سے معذور رکھا جاوے تاکہ شیعہ طلباء ان ایام کی رسوم کو آزادی سے ادا کرسکیں۔

ریزولیوشن نمبر ۲۔ قرار پایا کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل بخدمت انجمن حمایت اسلام لاہور میں اور ایک ایک نقل مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل میں بغرض اشاعت بھیجدی جاوے۔

المحافظ لاہور۔ سرفراز لکھنؤ۔ الناطق لکھنؤ۔ سہیل یمن لکھنؤ۔ دُر نجف سیالکوٹ۔ پیغام عمل ڈیرہ غازیخان۔ اصلاح کھجوہ۔ کوکب گونڈہ۔

جلسہ عید مباہلہ ہنوز عید غدیر۔۔۔ کے جلسہ کی روحانی چاشنی کا مزہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ

جلسۂ عید مباہلہ کے اشتہار نے اہل لاہور کے شوق کو دوبالا کر دیا۔ یہ جلسہ امام باڑہ جناب السید مہدی علی شاہ صاحب زاد مجدہٗ اندرون اکبری دروازہ متصل چوہٹہ مفتی باقر لاہور میں ہونا قرار پایا۔ شائقین قبل از وقت جمع ہو گئے۔ جناب قبلہ وکعبہ علامہ حائری مدظلہم رونق افروز منبر ہوئے اور حجازی لہجہ میں ایک فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو علاوہ فصاحت وبلاغت کے زبردست تبلیغ پر مشتمل تھا جس کی سماعت سے وہ کثیر التعداد مجمع عالم وجد میں جھوم رہا تھا۔ اس کے بعد قبلہ وکعبہ نے آیۂ مباہلہ کو عنوان فرما کر اس کے تفسیری نکات کو اس وضاحت سے بیان کیا کہ گویا قبلہ وکعبہ نے علم کے دریا بہا دئیے ہیں یہ جلسہ بھی بعافیت تمام معانقہ و معالفہ پر ختم ہوا۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔

خادم الثقلین

(حکیم شیخ بہادر حسین آنریری جنرل سیکرٹری شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارو وال لاہور)

نمبر ۱

شیعوں میں قومی سپرٹ کی ضرورت

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے ٭ کلک بغیر تو تنگ است یا علی مددے

دنیا کی مختلف اقوام کے عروج وزوال پر اگر غائر نظر ڈالی جائے تو یہ امر بخوبی ثابت ہوگا کہ جب تک ایک قوم میں خودداری کا مادہ موجود رہا۔ وہ زندہ اور برسر اقتدار رہی۔ اور جوں جوں یہ قوت کم ہوتی گئی۔ اس کے اقتدار میں تنزل پیدا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ دنیا میں اس کا نشان بھی نہ رہا۔ سچ ہے قول باری تعالیٰ۔ ملاحظہ ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ اسلام کی ترقی کا راز اُس کے مخالفین کے ستانے پر منحصر ہے۔ جب تک مخالفین علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف نہ ہوتے تب تک مسلمان خاموش رہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب پر روشن ہے۔ یہی راز شیعوں کی ترقی کا ہے۔ شیعہ ایک بے ضرر فرقہ ہے۔ صرف اس کا جرم یہ ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ و آلہ کے بعد سوائے اہل بیت اطہار کے کسی دوسرے کو قابل اتباع نہیں جانتے یہ عقیدہ شیعوں کا منگھڑت نہیں بلکہ رسول صلعم کے حکم کی پیروی ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث ثقلین جو ایک مشہور حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حقیر نے بصورت شعر کیا ہے ؎

بارہا محبوب حق نے برسر منبر کہا ٭ رہنمائے مومنین ہم آل و قرآن کر چلے (غافل)

اللہ اکبر کیسی گراں بہا چیزیں رسولؐ اپنے بعد چھوڑ چکے ہیں۔ اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ان کیساتھ متمسک رہوگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ یہ حدیث تمام اہل اسلام کے درمیان مستند ہے فرقہ وہابیہ نجدیہ اس کے آخری نقل کے منکر ہیں۔ وہ بجائے اہل بیتؑ کے سنی بتاتے ہیں۔ ان سے

تو شکوہ ہی نہیں کیونکہ ان کی عمارتیں ہی ضائع ہو چکی ہیں۔ سنت کوئی ایسی چیز نہ تھی جو رسولؐ اپنے بعد چھوڑ جاتے۔ اگر اس تفصیل کی بحث کو ملاحظہ فرمانا ہو تو عقل و تہذیب اہل حدیث مصنفہ مدیر سلاح اصلاح خرید کر پڑھیے۔ جو لاہور میں دوبارہ چھپ چکی ہے۔

عبارت مندرجہ بالا سے ثابت ہوا کہ شیعوں کا اگر کوئی جرم ہے۔ تو وہ صرف اتباع اہلبیت نبوت۔ اور اس پاداش میں اس پر وہ ظلم کئے گئے کہ زبان قلم میں اُن کے بیان کرنے کی طاقت نہیں تاریخ گواہ ہے کہ جب معاویہ نے حضرت امام حسنؑ سے مکارانہ صلح کی۔ اور پھر تمام شرائط صلح سے انحراف کیا۔ تو اس وقت سے شیعوں پر مصیبت کے بادل ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ حضرت رابع آل عبا نے صلح نامہ میں اپنے شیعوں کو معاویہ کے شر سے محفوظ کرا لیا تھا۔ مگر وہاں تو عہد و پیمان کی کوئی قدر و قیمت ہی نہ تھی۔

دیکھو دنیا کے رہبر۔ یہ سب بنی اُمیہ کی چالیں تھیں۔ شیعیان علی کو کھلم کھلا قتل کیا گیا۔ امام وقت زہر دلوا یا گیا۔ اس کے بعد خامس آل عبا کو تین دن کا بھوکا پیاسا میدان کربلا میں اجماع اُمت نے شہید کروایا۔ اس کے بعد کے شیعوں کو اطمینان سے رہنا تو درکنار گمنامی میں کسی گوشہ میں بھی رہنے نہ پاتے تھے۔ مولانا صفی لکھنوی نے کیا درد بھرے لہجہ میں کہا ہے ؎

جب کوئی بھی قصر آرائی بنا ٭ خون سے سادات کے گارا بنا

ایک جماعت کی جماعت زندہ دفن کی گئی۔ گدی سے زبانیں کھینچی گئیں۔ سُولی پر لٹکائے گئے مگر اللہ رے استقلال شیعیان حیدر کرار زبان سے اف تک نہ کی۔ اپنے مذہب و آزادی پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ بنی امیہ کے زمانہ کے بعد البتہ آئمہ ہُدا کو اپنے آبائی دین کی تلقین کا موقع ملا شیعوں نے خاموشی اور سکون کی حالت میں رہ کر در پردہ ترقی کرنی شروع کی۔ ان مصائب کو برداشت کرتے ہوئے رسُول کی آخری وصیت پر کاربند رہے۔ اور اس کو اپنے سینوں میں حرز جان بنا کر رکھا۔ آخر اس مظلوم فرقہ کی مصیبت کے دن ختم ہوتے۔ رُوحانی ترقی کے علاوہ دنیاوی ترقی میں بھی کسی سے کم نہ رہے دنیا کے ایک حصہ میں اس فرقہ ناجیہ کی زبردست سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ آج بھی ایک زبردست سلطنت ایران دنیا میں موجود ہے۔ جو باوجود بہت سے انقلابات کے دست بُرد زمانہ سے محفوظ ہے۔ اور عالم اسلام کی ایک زبردست سلطنت ہے۔ خدا اس کے موجودہ۔ شاہ رضا شاہ پہلوی کو سلامت رکھے۔ ایں دُعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔ خدا کی مہربانیوں کا کہاں تک شکریہ ادا کیجئے۔ جب اس سلطنت میں ابتری پھیلی تو کوئی نہ کوئی بندۂ خدا پیدا ہوا۔ جس نے اس کو دست برد زمانہ سے محفوظ رکھا۔ ؏ مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند۔ صاحبان خبر سے خبر پوشیدہ نہیں کہ جب شاہان صفویہ کے اقتدار میں فرق آیا تو خدا نے نادر شاہ جیسا سپاہی پیدا کیا اور اس کے ہاتھ سے ایران کو بچایا۔ بلکہ نادر شاہ کی فتوحات نے ایک طرف ہندوستان دوسری طرف ترکستان و افغانستان عراق عرب تک اپنا سکہ بٹھایا۔ یہ ہیں شیعیان حیدر کرار کے کارنامے جن پر ہمیں بجا طور پر فخر حاصل

ہے۔ کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ غالباً یہ بات سچ نہیں۔ اگر آج کل شیعیان ہندوستان کی حالت پر نظر ڈالی جائے تو سوائے یاس و نا امیدی کے کچھ بھی نظر نہیں آتا ؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ ٭ ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے۔

اس فرقہ کی حالت پر جس قدر ماتم کیا جائے کم ہے۔ جن کے سلف صالحین کے یہ کارنامے ہوں جن پر عقلائے زمانہ کی عقلیں حیران ہوں۔ آج اُن کی یہ حالت ہے کہ غفلت و جمود ان پر ساری طاری ہے۔ بالکل بے دست و پا ہیں۔ پا بدست دگرے۔ دست بدست دگرے کی زندہ مثال ہیں اپنی خودداری کو کھو بیٹھے ہیں کوئی کام کبھی سر انجام نہیں پایا۔ آپس کے جھگڑوں نے قوم کو تباہ کر ڈالا ہے۔ ہر ایک اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے بیٹھا ہے۔ سارے ملک میں لے دے کے ایک کالج بنانے کیلئے کوشش کی گئی۔ قوم سے روپیہ وصول کیا گیا مگر آج تک اس کی عمارت بھی نہ تیار ہو سکی برائے نام انٹرمیڈیٹ کالج جاری کر دیا گیا ہے۔ مگر افسوس وہ بھی نیم جان ہو کر جان توڑ رہا ہے۔ اُس کی باگ ایسی چند نااہل ہستیوں کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ شتر بے مہار کی طرح سانڈرس روڈ کی طرف دوڑا جا رہا ہے۔ اور اپنے ساربان کے قدموں پر جان نثار کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو جب کہ قوم نے اپنی باگ ایسی ہستیوں کے ہاتھ میں دے رکھی ہے کہ جنہیں قوم کی کچھ پرواہ نہیں۔ جو روپیہ غریبوں یتیموں اور بیواؤں کے گلے کاٹ کر جمع کیا گیا تھا آج وہ اغیار کی جیبوں میں جا رہا ہے دوسری قومیں اس سرمائے سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ بُرا ہو خود غرضیوں کا جس کی وجہ یہ دن شیعوں کو دیکھنے نصیب ہوئے۔ کالج زبان حال سے یوں فریاد کر رہا ہے ؎

غیروں کے ہاتھ چھوڑ کر تربیت کے کاروبار ٭ تو نے تو میری لاش کی مٹی خراب کی۔

بہی خواہان قوم سے اپیل ہے کہ وہ کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس معاملہ کو سلجھائیں۔ خصوصاً علمائے کرام قوم اس طرف توجہ کریں۔ قوم کا روپیہ خود غرض ہستیوں کے ہاتھوں تباہ ہو رہا ہے۔ سیکرٹری صاحب شیعہ کالج اس معاملے پر کیوں روشنی نہیں ڈالتے۔ اگر انتظام نہیں کر سکتے تو مستعفی ہو جائیں۔

(باقی دارد)

احقر العباد:۔ مرزا افتخار علی ہمدانی۔ لاہور

پنجاب شیعہ مشن لاہور

کے تبلیغی سلسلہ میں

حیات مسیح پر علامہ الحائری مجتہد کی تقریر

بعض احباب احمدیہ (مرزائیہ) سے مسئلہ حیات و وفات مسیح کے متعلق اثناء مذاکرہ میں فرمایا کہ

آپ کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاں مایۂ ناز صرف یہی ایک وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ جس پر آپ کا فرقہ بہت سی ٹھوکریں کھاتے ہوئے صراط المستقیم سے منحرف ہوگیا ہے۔ آپ کا یہ اعتقاد کہ حیات مسیح کے متعلق کوئی ضعیف حدیث بھی وارد نہیں ہوئی سراسر غلط اور مرزا صاحب قادیانی کے عدم اطلاع کی بین دلیل ہے۔ اس مسئلہ میں صحیح حدیثیں اس قدر فریقین میں موجود ہیں کہ اگر ان سب حدیثوں کو جمع کر لیا جائے تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو سکیگی۔ مگر میں صرف اتمام حجت کے طور پر ان میں سے چند حدیثیں پیشکش کرتا ہوں۔

آپ کا یہ کہنا کہ میں اگر ایک حدیث بھی پیش کردوں تو آپ (مرزائیت) کو چھوڑ دیں گے۔ اس پر میں آپکو مجبور نہیں کرتا۔ آپ ان کے مبلغ اور مشنری ہیں۔ اس قدر ضرور کہوں گا کہ ہر حال میں دینی مفاد دنیاوی مفاد سے مقدم ہے۔ کیوں کہ یہ نجات کا باعث ہے اور وہ ہلاکت کا موجب ہے۔ مرزائیت کے چھوڑنے میں میرے پر احسان کرنے کے بجائے بہتر ہوگا کہ اپنے نفس پر آپ رحم اور احسان کریں اور اس کو ضلالت اور ہلاکت سے بچانے کی کوشش کریں۔ سُنئے اب میں سلسلہ وار حیات مسیح کی چند حدیثیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی روایت کنز العمال اور مشکوٰۃ۔ جب پیغمبر صلعم ایک جماعت صحابہ کیساتھ ابن صیاد کے پاس تشریف لے گئے اور کچھ کچھ علامتیں ابن صیاد میں دجال کی پائی گئیں تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کا قاتل عیسیٰ بن مریم ہے تو اس کا قاتل نہیں۔ رواہ احمد عن جابر۔

اس روایت سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضور ختمی رسالت روحی فداہ اور آپ کے صحابہ کا یہی مذہب تھا کہ دجال کو حضرت عیسیٰ بن مریم بعد نزول قتل کریں گے۔ اگر بقول مرزا قادیانی عیسیٰ فوت ہوگئے ہوتے اور کشمیر میں مدفون ہوتے تو خلاف واقع پیغمبر یہ نہ فرماتے کہ دجال کا قاتل عیسیٰ بن مریم ہے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت (بحلی اسمانی ۱/۹۰ اخرج احمد وابن ابی شیبہ عن عائشہ قال صلعم فینزل عیسیٰ فیقتل الدجال یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ پس عیسیٰ نازل ہوگا اور دجال کو قتل کریگا۔ اس روایت سے بھی عیسیٰ کا آسمان پر جانا اور زندہ ہونا اور بعد نزول دجال کو قتل کرنا ثابت ہوا

ابو ہریرہؓ کی روایت (بخاری ۱/۴۹۰ و مسلم ۱/۸۷ باب نزول عیسیٰ بن مریم) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبل احد وتکون السجدۃ الواحدۃ خیر من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ الایۃ یعنی پیغمبر صلعم نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ تحقیق اتریںگے تم میں عیسیٰ بن مریم بحالیکہ حاکم عادل ہونیکے پس توڑیں گے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور بہت ہوگا مال یہاں تک کہ نہ قبول کریگا اس کو کوئی اور ہوگا ایک سجدہ بہتر دنیا سے اور ہر ایک چیز سے جو دنیا میں ہے۔ ابو ہریرہ کہتا ہے۔ اگر اس میں شک ہو تو پھر یہ آیت مجیدہ کہ نہیں کوئی اہل کتاب سے

مگر وہ ایمان لائیگا عیسیٰ پر قبل مرنے عیسیٰ کے اور عیسیٰ ان پر قیامت کے روز گواہ ہونگے۔
عبداللہ بن مسعود کی روایت مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۳۷۵ کہ پیغمبر نے فرمایا کہ میں شب معراج کو ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے ملا الخ۔
عبداللہ عمر کی روایت (انجیل آسمانی حصہ اول ص ۷۴) قال النبي ينزل المسيح ابن مريم الخ
عبداللہ بن سلام (درمنثور ۲ ص ۲۴۵) کہ بخاری نے اپنی تاریخ میں عبداللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ عیسیٰ پیغمبرؐ کے ساتھ دفن ہونگے۔
عبداللہ عباس (درمنثور ۲ ص ۳۶) آیہ انی متوفیك ورافعك الی کے معنی ابن عباس نے یوں کئے ہیں کہ انی رافعك ثم متوفيك في آخر الزمان یعنی اے عیسیٰ پہلے میں اپنی طرف تجھے اٹھاؤنگا اور پھر آخیر زمانہ میں بعد نزول تمکو موت دونگا۔

تفصیل کے لیئے ملاحظہ ہو رسالہ مسیح موعود۔ جسمیں حیات مسیح کو مدلل ثابت کیا گیا ہے۔
احقر: سید حسین رضوی سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور

ایک سوال کا جواب

(از قلم جناب عباس حسین رضوی زادہ شرفہ، مارواڑ)

ایک پیرزادہ نے یوں ہی باتوں باتوں میں مجھے سوال کیا کہ حضرت رسول خدا صلعم کے بعد چار خلیفہ ہوئے۔ ان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اخیر چوتھے خلیفہ ہیں پھر کیا وجہ کہ تم شیعہ صرف ایک حضرت علیؑ سے ہی محبت کو ذریعہ نجات جانتے ہو اور پہلوں کو کچھ نہیں جانتے۔

جواب سید۔ کیا کہیں اللہ میاں پہلوں سے پہلے ہے۔ اپنی کلام پاک میں اپنے رسول کو قُل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ علیؑ مرتضیٰ اور ان کی اولاد فاطمیہ کی محبت کو فرض فرمادیا جس پر اس کے رسول نے حدیث ثقلین فرمادی جو اظہر من الشمس ہے۔ یہ ہی ذریعہ نجات ہوگیا۔ اب خدا اور رسول کے حکم کے خلاف کفر ہے۔ رہی دوسروں کی محبت جن کو نبی کریم کے ارشادات کے حوالہ سے خود تمہارے ہی علماء قدیم قطع کرگئے سو دیکھو۔

(۱) اول صحیح بخاری جس کو تم بعد از قرآن صحیح کتاب مانتے ہو اوس کے ص ۴۲۱ پر یہ حدیث درج ہے۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر یعنی فرمایا حضرت نے کہ بعد میرے خدا مدد کریگا اس دین کی مرد ناپاک سے اب آپ دریافت کریں کہ پہلا نمبر کس کا ہوتا ہے۔
(۲) دوسرے بخاری میں ہے دیکھو ستحرصون علی امارۃ وسیکون ندامۃ یوم القیٰمۃ یعنی فرمایا حضرت نے صحابہ سے کہ قریب ہے کہ تم لوگ حرص امارت کے کروگے اور یہ حرص روز قیامت

گوند امت میں ڈالیں گے۔
(۳) پھر بخاری میں محمد بن یوسف سے یہ حدیث ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ خدا اس دین کی تائید ان سے کرائیگا جو بیدین ہونگے۔
(۴) کتاب کنز العمال کے صفحہ ۲۹ پر ہے۔ کہ فرمایا حضرت رسالتمآب نے کہ۔ بَعْدِیْ اَئِمَّۃٌ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اَکْفَرُوْکُمْ وَاِنْ عَصَیْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْکُمْ اَئِمَّۃُ الْکُفْرِ رُؤُسُ الضَّلَالَۃِ۔ یعنی بعد میرے ایسے امام ہوں گے کہ اگر اطاعت کروگے تم ان کی تو کافر بنادیں گے۔ اور بصورت نافرمانی گردن مروڑ ڈالیں گے۔ وہ لوگ آئمہ رئیس ضلالت ہونگے۔
(۵) صحیح مسلم و صحیح بخاری مطبوعہ انصاری دہلی کے صفحہ ۱۲۷ پر لکھا ہے۔ کہ حذیفہؓ صحابی نے حضرت سرورکائنات سے عرض کی کہ پہلے ہم زمانہ شر میں تھے یعنی (جہالت) پھر بعد اس کے خدا خیر لایا (یعنی مراد زمانہ آنحضرت) اب ہم اس میں ہیں۔ اب اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ ہاں ہے۔ حذیفہ نے تعجباً پوچھا تو وہ کیا ہے جواب فرمایا۔ حذیفہ نے پوچھا کہ وہ شر کیونکر ہوگا۔ فرمایا کہ ہماری وفات کے بعد ایسے امام امت ہوں گے کہ میری ہدایت اور سنت پر نہ چلیں گے۔ اور وہ ایسے مرد ہونگے جن کے دل مثل شیطان اور جسم انسان کے ہوں گے۔ حذیفہ نے عرض کی کہ اگر میں ان کے زمانہ کو دیکھوں تو کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ سازی سے اطاعت کرنا۔ اگرچہ تیرا مال لوٹ لیں یا پشت زخمی کردیں۔

یہ بات دوسری روایت سے ثابت ہے کہ حذیفہؓ نے تینوں خلیفوں کا زمانہ دیکھا جب حضرت علی کی بیعت لوگوں نے کی اُس کے پانچ ۵ روز بعد حذیفہؓ نے کوفہ میں انتقال کیا اور اپنی بیٹیوں کو علی مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہونیکی ہدایت کی۔ سو ایسا ہی ہوا کہ وہ ناصر آتے اور جنگ نہروان میں آپ کے رُوبرو شہید ہوتے۔

یہ سب روایتیں مرقومہ بالا حسب اعتقاد شیعہ تمہاری کتابوں میں مرقوم ہیں۔ پس صداقت وہ ہے جس کی گواہی دشمن دے

پیرزادہ۔ کیا آپ ہمارے خلفاء کو ایسا جانتے ہو۔

جواب سید۔ ایک ہم ہی نہیں۔ خود آپ کے علماء قدیم بھی ایسا ہی جانکر گذرگئے ہیں دیکھو۔

(۱) اول کتاب شرح مقاصد۔ اس میں علامہ تفتازانی لکھتا ہے کہ صحابہ ثلاثہ معصوم نہ تھے۔ اور صحبت نبی اٹھائے تھے۔ وہ باالخیر نہ تھے۔ مگر علمائے قدیم نے نیک گمان رکھنے کو تاویلات کرکے اولٹ پھیر سیدا کردیے۔
(۲) شاہ عبدالعزیز دہلوی اپنی کتاب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ ثلاثہ نہ معصوم تھے نہ منصوص۔
(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب قرۃ العین مطبع مجتبائی دہلی کے صفحہ ۲۲۳ پر لکھتے ہیں کہ پہلے صحابہ خوش بدن رہتے تھے۔ مگر بعد وفات حضرت مرتد ہوگئے۔

دماغ سوزی بھی کی ہے ۔ اس تاویل کا روز محشر خدا اور رسول سے معقول اجر پاویں گے ۔ اب ہمارے سوالات کی طرف بھی توجہ فرما کر زور طبیعت دکھائیں ۔

(۱) آپ کی تقریر و تاویل سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ آل کو شریک درود نہیں کرتے ۔ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی اور آل نبی میں اتحاد معنوی اور وحدت عینی ہے ۔ جو محمد ہیں وہی ان کی آل ہے ۔ اور جو آل محمد ہیں وہی محمد مصطفی ہیں ۔ دونوں میں کوئی فرق نہیں ۔ اب اس اعتقاد سے ایک انچ بھی آپ کو ادھر یا ادھر ہونے نہیں دیں گے ۔

(۲) اس اعتقاد سے یہ نتیجہ نکلا کہ جتنے مسلمان صحابی یا غیر صحابی رسول اللہ کی نبوت و رسالت پر ایمان لاتے اور تا قیامت لاتے جائیں گے ۔ اس میں رسول اللہ کیساتھ ان کی آل کی شرکت بھی متصور ہوگی ۔ یعنی جیسے حضرت رسول کو خدا کے سچے رسول اور برحق نبی ہو ۔ نیز کا دل سے اقرار کر کے ان پر ایمان لائے ۔ وہی ایمان ان کا آل رسول کیساتھ بھی تھا ۔ اور جس جس نے زمانہ حیات رسول میں انکے ہاتھ پر بیعت کی انہوں نے وہ ضمناً یا حقیقتاً ان کی آل کی بھی بیعت کی تھی ۔ اس کا عکس بھی باعتبار وحدت عینی مسلمہ صحیح ہو سکتا ہے ۔ یعنی جو کوئی آل رسول پر ایمان لائے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرے وہی رسول پر ایمان اور ان کے ہاتھ پر بیعت قرار پائے گی اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ خلاصہ یہ کہ آل رسول کا مومن اعتبار عینیت مسلمہ خود رسول کا مومن اور آل رسول کا منکر خود رسول کا منکر کافر مطلق قرار پائیگا ۔ عالم صاحب کیا آپ کا یہی پختہ اعتقاد ہے ۔ اس صورت میں جس جس نے حضرت علی علیہ السلام سے نکث بیعت کی گویا حضرت رسول کی بیعت کے ناکث ہوئے ۔ عالم صاحب اور آگے قدم رنجہ فرمائیے ۔

(۳) اسی عینیت مسلمہ کی بنا پر بعد وفات رسول خدا آل رسول کا وجود دنیا میں عین رسول کا وجود سمجھا جائے گا ۔ اور جب رسول موجود مانے گئے تو چونکہ موجود پیغمبر کی خلافت عقلاً و عرفاً ہو نہیں سکتا ۔ تو پھر اجماع سقیفہ ۔ خلافت ابی بکر و عمر و عثمان سب باطل اور ایک حضرت علی علیہ السلام کی جو مسلمہ عینیت کے اعتبار سے بنص انفسنا عین نفس رسول تھے ۔ خلافت صحیح اور خلافت حقہ اور شیعوں کے حسب اعتقاد خلافت بلافصل مانی جائے گی جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اسی سے مُراد ہے عالم صاحب اور آگے تشریف لائیے ۔

(۴) جب یہ سمجھ لیا گیا کہ حیات رسول میں کسی غیر رسول کی خلافت ہو نہیں سکتی ۔ ساتھ ہی کیا یہ سمجھا جائے گا کہ جن لوگوں نے غاصبانہ طریق سے رسول کے نائب بن بیٹھ کے آل رسول سے بیعت طلب کی ہو ۔ گو یا خود رسول کو جبراً ان کی مسند سے اتارا اور ان سے بیعت کے طالب ہوئے ۔ پس جس نے رسول کے ساتھ یہ معاملہ کیا وہ مرتد اور کافر اور قابل قتل قرار نہ پائیگا ۔ خدا کے پاس بھی کیا اس کی نیابت خدا کے پاس مقبول ہوگی دیکھئے عالم صاحب خود آپ کی تاویل سے بھی قرآن مجید آل رسول کی حقانیت اور حق پرستی کی روشنی کے دریا بہا رہا ہے ۔

ہے۔ اس کا ذرہ ذرہ ایک بے شمار کڑیوں کی زنجیر میں جکڑا اور اس کا ہیرو مفقود سلسلوں تک تاروں میں گندھا ہوا نظر آتا ہے۔ اہل بصیرت مآل اندیشوں کا سرمایہ بہم پہنچاتے اور اپنی کوششوں سے ترقیوں کا سہرا کامیابیوں کے سر باندھے جاتے ہیں۔

ہم بھی اس دُنیا کے رہنے والے اور اسی سلسلہ کا ایک جز ہیں۔ مگر کیا ان ترقیوں کا راز ابھی ہمارے واسطے راز نہیں ہے۔ اور کیا ہم ایک گھڑی بندے رہے ہیں۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں ہماری بیداری کا وہ پہلا زمانہ جس کے کارنامے صفحہ روزگار پر نُور کے حرفوں سے لکھے گئے ابھی ہمارے پیش نظر ہیں اور رہیں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔ گو کہ میدان زندگی جس پر ہم کو ازل سے مشکلات کے ہاتھ برابر گھستے چلے آئے ہیں۔ ایک امتحان گاہ اور زبردست امتحان گاہ ہے۔ مگر گھرما گھوٹا پر کھنے والی نگاہوں میں ابھی تک تمہارا درجہ سب سے بالا اور تمہارا رنگ نکھرا معلوم ہوتا ہے۔ ہم اگر سوئے بھی تو دُنیا کو سوتا دیکھکر اور اگر کہیں خاموش رہے بھی تو دُنیا کو گراں گوش دیکھکر۔ اس کا الزام ہم پر نہیں آسکتا۔ زمانے نے کروٹیں بدلیں۔ دنیا نے علوم کی (ظاہری) ترقی کی منزل میں بھر قدم رکھا۔ نگاہ عالم سے کچھ کچھ پردے اُٹھتے تھے کہ ہم بھی میدان میں آئے۔ اور ہماری حقیقی مذہبی محبت کی نگاہیں جذب کا مادہ لئے ہوئے مناظر عالم پر پڑنے لگیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اصولاً تبلیغ مذہب اپنی حد اور وسعت نگاہ تک ہر اہل مذہب کا فرض ہے۔ اہل علم کو علم۔ اہل قلم کو قلم اور اہل دولت کو دولت سے ہر مناسب طریقہ اشاعت دین حق کا اختیار کرنا چاہیئے۔

یہاں پر انصاف کا خون ہوگا اگر ہم مولانا سید محمد باقر صاحب کی مساعی جمیلہ اور علو ہمتی کی داد نہ دیں۔ جب سے آپ نے ہندوستان سے یورپ (لندن) پہنچکر اپنی کوششوں سے جن کا اظہار ہم پر سلسل ورسائل کے ذریعہ سے آج تک برابر ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے۔ تبلیغ دین حق کا سلسلہ جاری کیا ہے۔ صورت حال کو دیکھتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی اور مہذب پیرائے میں جو ہمارے مذہب کے شایان شان ہے۔ کامیاب رہے اور امید ہے کہ آئیندہ بھی روز افزوں ترقی کی صورتیں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ مگر یہ کام جس کا بیڑہ ہمارے ممدوح مولانا نجفی صاحب نے اُٹھایا ہے۔ بغیر قوم کی امداد اور دلی امداد کے کیسے پورا ہو سکتا ہے۔ ہم کو معلوم ہے فن یا فنون کا سامنا آپ کو کرنا پڑا اور جس طرح آپ نے ہندوستان سے یورپ کا سفر اختیار کیا ہمارے خیال میں موجودہ زمانے میں یہ پہلی مذہبی مثال اپنے ایثار کی ثابت ہوگی۔ آج کل چند ضرورتوں سے ہندوستان تشریف لاتے ہوئے ہیں۔

ہم سے پہلے بھی خود مولانا اور دیگر اہل دل افراد نے قوم کی توجہ اپنے دلی حالات اور واقعاتی نمونوں کا نقشہ کھینچ کر نتیجہ پبلک کے سامنے پیش کردی ہے جو محتاج بیان نہیں۔ جس سے سرفراز اور اودھ اخبار کے کالم مزین ہیں اور ہم ان معاصرین اخبار کے تہ دل سے ممنون ہیں۔ خصوصاً اودھ اخبار کے کالم مزین ہیں۔ اور ہم خصوصاً اودھ اخبار کے تہ دل سے ممنون ہیں کہ اس نے شیعوں کی آواز اپنے ذریعہ سے شیعوں کے کانوں تک پہنچادی۔ معاملات کی نزاکت ظاہر ہے اب اس کا بار ہم (قوم)

پڑ رہے۔ اگر ہم نے غفلت کی اور اس اہم مشکل میں نجفی صاحب کا ہاتھ نہ بٹایا تو ہماری ردیف قومیں ہم پہ ہنسیں گی اور ہم کو بغیر سر در گریباں ہونے کے کوئی چارا نہ ہوگا۔

خدا کا فضل ہے ابھی ہماری قوم میں بھی اہل دل اور مذہبی خیالات سے اثر لینے والے نسبتاً زیادہ ہیں۔ بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ ہر شیعہ مذہب کی ترقی میں امکانی کوشش کرنے کو ہر وقت تیار رہتا ہے۔

(زمرتلہری سب ایڈیٹر سالور گزٹ)

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ

(تحقیق کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد باعث فتنہ ہے)

از قلم نواب زادہ علی رضا خاں صاحب قزلباش زاد مجدہٗ علاقہ علی رضا آباد لاہور

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس قصہ سے آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ دولت کی مستی نے اس کی آئندہ نسل کو کس طرح تباہ و برباد کیا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں کہ اسے کن کن بڑے یا اچھے ذریعوں سے دولت کو جمع کیا تھا کہ جس کا اثر اس کی اولاد پر پڑا۔ یہ دولت ہی کا فتنہ تھا کہ جس نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اول سے لیکر آخر عمر تک تکلیفوں اور مصیبتوں میں ڈالے رکھا۔ کئی نبی علیہم السلام تو بڑی بیدردی کیساتھ قتل کئے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام کو فرعون کے ہاتھ سے جب تک غرق نہ ہوا ایک لمحہ کے لئے آرام نہ آیا۔ فرعون نے دولت ہی کے ذریعے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کی نبوت سے اور خدا کی خدائی سے باوجود حضرت موسیٰ کے معجزات سے انکار کیا۔ اور ڈوبتے دم تک اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔ اور ہر قسم کا ظلم جو اس سے ہو سکا کیا۔ اس طرح شداد نے دولت کے غرور میں خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور نمرود نے تو حد ہی کر دی۔ دوسرے بادشاہوں نے اگر خدائی کا دعویٰ کیا تو نبیوں ہی کو تکلیف پہنچائی۔ اس نے تو خدا کو نعوذ باللہ مارنے کا انتظام کیا۔ بلکہ تیر مار ہی دیا۔ جب خون آلودہ تیر واپس آیا۔ تو اور بھی مغرور ہو گیا کہ نعوذ باللہ میں ایسا زبردست خدا ہوں کہ میں نے آسمان والے خدا کو مار ڈالا ہے۔ اب میرے بغیر کوئی اور خدا نہیں ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس کو فنا کرنا چاہا تو سارے دعوے خدائی کے دھرے رہ گئے۔ اصحاب کہف کا قصہ بھی مشہور ہے۔ ان کے زمانے میں بھی ان کے بادشاہ نے دعویٰ خدائی کیا۔ اصحاب کہف کو بھی مجبور کیا گیا کہ اس بادشاہ کو جس نے دولت و آرام کی کثرت کی وجہ سے خدائی کا دعویٰ کیا تھا سجدہ کریں۔ انہوں نے خدائی حقیقی کے بغیر دوسرے کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ جس پر ان کو قتل کا حکم ہوا۔ انہوں نے خدائے حقیقی سے مدد طلب کی دولت کو ہیچ سمجھا اور اس کے فتنہ میں نہ پھنسے آخر خداوند عالم نے ان کو مدد دی اور غار میں چھپا دیا۔ جو اس وقت تک زندہ ہیں اور غار میں آرام سے سوتے ہے

ہیں۔ بلکہ حفاظت کے لئے ایک کتا غار کے دروازے پر اس وقت سے سو رہا ہے۔ جب وہ اٹھیں گے ان کے ساتھ کتا بھی اُٹھے گا۔ بہت کم بادشاہ اپنی موت سے مرتے ہیں۔ زیادہ تر دوسروں کے ہاتھوں قتل ہوتے ہیں یا کئے جاتے ہیں۔ جتنی انسان کے پاس دولت ہوتی ہے۔ اتنا ہی اُس کو اپنی جان کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ جتنے قتل دُنیا میں ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر دولت کے باعث ہوئے ہیں۔ چوریاں ڈاکے وغیرہ بھی اسی دولت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔ غریب سے غریب بھی اسی کوشش میں ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میرے پاس دولت جمع ہو جائے تاکہ وہ اور اس کی اولاد آرام سے بیٹھ کر کھائے۔ اگر کسی نے حلال ذریعہ سے روپیہ کمایا ہے۔ اور خدا اور رسولؐ کو نہیں بھولا ہے تو بیشک اس کو اور اس کی اولاد کو آرام رہتا ہے۔ اگر حرام طریقہ سے یا ظلم سے کمایا ہے تو وہ کبھی بھی اپنی زندگی آرام سے بسر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ لازم ہے کہ وہ دولت اس کے پاس یا اس کی اولاد کے پاس نہ رہے۔ انبیاء علیہم السلام نے دولت کو باعث فتنہ ہونے کی خاطر قبول نہیں کیا اور ہمیشہ غریبی میں بسر کی۔ چند ہی نبیوں نے دولت میں زندگی بسر کی ہے۔ مثلاً حضرت سلیمان۔ حضرت یوسف علیہم السلام وغیرہ۔ صرف اللہ تعالیٰ نے ایک مثال قائم کی ہے۔ کہ جاہل لوگ یہ نہ سمجھیں کہ نبیوں کو دنیا میں خدا دولت نہیں دیتا اور نہ وہ دولت کو سنبھالنے کے قابل ہیں۔ بلکہ وہ خود دولت کو قبول نہیں کرتے۔ جن نبیوں نے دنیاوی حکومت کو بھی اختیار کیا تو ظاہر کر دیا کہ جو خدا کے خاص بندے ہیں وہ خواہ دولت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں خدا کو کبھی بھول نہیں سکتے وہ ہمیشہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور دولت کی مستی اُن پر اثر نہیں کرتی۔ انبیاء علیہم السلام نے دنیا میں آ کر یہ ہدایت کی ہے کہ خدا کو پہچانو۔ حلال و حرام کو جانو۔ بُرے کاموں سے بچو۔ زنا۔ چوری۔ ظلم وغیرہ وغیرہ نہ کرو بہت ہی کم لوگوں لوگوں نے ان کے احکام پر عمل کیا بلکہ احکام ماننا تو درکنار علانیہ بُرا بھلا کہا اور کئی قسم کی تکلیفیں پہنچائیں۔ اس کی وجہ صرف دولت کے فتنہ کا باعث ہے۔ دنیا میں لاکھوں مذہب جو اس وقت ہیں اسی دولت ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔ کیوں کہ خدا اور رسول کے احکام پر عمل نہ کیا۔ دولتمندوں نے تو دولت کی وجہ سے مخالفت کی اور غریبوں نے دولتمندوں کے وعدوں کی وجہ سے یا تھوڑا بہت حاصل کرنے کے باعث احکام خدا اور رسول کے احکام کو بھلا بیٹھتے ہیں۔ تباہ و برباد ہوتے ہوئے دیکھنا اور سُنتا ہے مگر پھر بھی آنکھوں کے آگے غفلت کا ایسا پردہ چھا جاتا ہے۔ کہ اس سے سبق حاصل نہیں کرتا اور اپنی تھوڑی بہت دولت کیساتھ خواہ جمع ہو یا جمع کر کے اپنی تباہی والی حرکات اختیار کرتا ہے۔ فخر موجودات سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی ایسی بسر کی کہ تمام دُنیا کے لئے تا قیام قیامت ایک مثال قائم کر دی کہ ہر مومن مسلمان کو لازم ہے۔ کہ دُنیا میں آ کر اس طرح زندگی بسر کرے مگر یہ دولت کسی کو بھی اچھے کاموں کی طرف رجوع ہونے نہیں دیتی۔ سوائے ائمہ معصومین علیہم السلام یا معدود چند آدمیوں نے ان کی پیروی کی۔ اب بھی شاذ و نادر کوئی ملیگا جو ان کی طرح زندگی بسر کرتا ہو۔ لطف یہ ہے کہ تمام دنیا کا اختیار اُن کے قبضہ میں ہے۔ مگر آپ فاقوں میں بسر کرتے ہیں۔ آپ ہی نہیں بلکہ ان کی پیاری لڑکی۔ پیارے نواسے اور پیارے داماد کہ جس کی مثال بعد از نبی آخر الزمانؐ حضرت آدم سے تا قیامت ملنا

محال بلکہ ناممکن ہے فاقوں میں گذاری۔ یتیموں۔ غریبوں۔ اسیروں۔ بیواؤں وغیرہ وغیرہ کی ہمیشہ مدد کی اور سوالی کو کبھی رد نہ کیا اور اتنا عنایت کیا کہ اس کو پھر سوال کرنے کی ضرورت نہ پڑی مگر آپ اسی پھٹے کپڑوں میں اور فاقوں میں رہے۔ اگر دولت باعث فتنہ نہ ہوتی تو یہ بزرگوار ہستیاں کبھی اپنے سے دُور نہ رکھتے اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے۔ کیونکہ حضرات دنیا میں ہدایت کے لئے اور فتنہ فساد کے مٹانے کی خاطر آئے تھے +

(باقی دارد)

حضرت خلیفہ عمر صاحب کے مختصر تاریخی واقعات

حضرت کا مشرف باسلام ہونا
سنہ ۶ بعثت مندرجہ تاریخ اسلام جلد دوم صفحہ ۵۲ سنہ ۱۹۱۳ء مطبوعہ مقبول پریس دہلی۔

واقعات

حضرت امیر حمزہ علیہ السلام کے ہاتھ سے زک پاکر ابوجہل حضرت خاتم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانی دشمن ہوگیا اور اپنے مجمع میں بولا کہ جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر کاٹ لاوے اس کو سنو اونٹ یا چالیس ہزار درہم انعام ملے گا۔ حضرت عمر جو ابوجہل کے بھانجے تھے اور اپنے ماموں کی طرح سخت دشمن تھے کہا یہ کام میں کرونگا۔ اس وقت حضرت عمر کی عمر ۲۶ سال کی تھی۔ پس اپنی سیف لیکر روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت سعد رحمہ ملگئے (جو اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے۔) انہوں نے پوچھا حضرت عمر سے۔ کہاں جاتے ہو۔ جواب دیا حضرت محمد کو قتل کرنے۔ حضرت سعد رحمہ نے کہا پر تمہیں بنی عبد مناف جیتا بھی چھوڑیں گے۔ حضرت عمر نے کہا تم بھی دین سے نکل گئے۔ حضرت سعد رحمہ نے کہا میں تو حضرت محمد پر ایمان لے آیا۔ آپس میں تلوار کھینچ گئی۔ سعد رحمہ نے کہا۔ مجھ سے کیا لڑو گے پہلے اپنے گھر میں بہن اور بہنوئی کی تو خبر لیجئے کہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بہن کے دروازہ پر پہنچے۔ اس وقت حضرت جناب رحمہ حضرت عمر کی بہن و حضرت سعید بہنوئی کو سورہ (طہٰ) پڑھا رہے تھے۔ عمر کی آہٹ پاکر جناب تو چھپ رہے اور حضرت آمنہ خاتون نے خلیفہ دوم سے سورہ (طہٰ) کو چھپالیا۔ حضرت عمر پڑھنے کی آواز تو سُن چکے تھے اندر گئے تو حضرت سعید رحمہ کو چمٹ گئے۔ خوب مارپیٹ ہوئی۔ آخر کار حضرت بی بی آمنہ صاحبہ درمیان میں آگئیں اور اپنے شوہر کو بچانا چاہا حضرت عمر نے اپنی ہمشیرہ کے منہ پر ایسا گھونسا دیا کہ خون بہنے لگا۔ اب تو حضرت بی بی آمنہ صاحبہ کو تاب ضبط نہیں رہی صاف اور بالکل صاف صاف کہدیا کہ اے دشمن خدا ہم تو مسلمان ہوگئے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کے جرم میں

کوئی اس طرح مارتا ہے۔ سن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔ کہا کیا کرتا ہے
حضرت عمر کا غصہ کم ہوا اور اپنی سختی پر نادم ہوئے (ورنہ سعید رحمہ کی جان ہلاکت میں تھی۔ خنجر سے
ہلاک ہوا چاہتی تھے) کہا وہ پرچہ تو دکھلاؤ جو تم پڑھ رہی تھیں میں بھی تو دیکھوں کہ حضرت محمد پر کیا نازل ہوا ہے
حضرت بی بی آمنہ صاحبہ نے کہا پہلے ہاتھ دھو لیجئے اس وقت میں ہاتھ میں دونگی۔ غرضکہ ہاتھ دہلوا کر
وہ پرچہ دیا حضرت عمر نے پڑھا اور سنا کہا کیا اچھا کلام ہے۔ مجھے حضرت محمد رسول اللہ کے پاس لیچلو
چنانچہ حضور کے پاس گئے۔ دروازہ پر حمزہ۔ طلحہ اور بعض اصحاب کھڑے تھے۔ رسول اللہ نے اندر
بلایا اور صحن میں حضرت عمر کی کلائی پکڑ کر فشار دیا جس سے حضرت عمر گھٹنے کے بل بیٹھ گئے اور ایسی
مصیبت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے۔ حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ اے حضرت عمر کیا تم باز نہ آؤ گے
جب تک وہ تیرے حق میں بھی نازل نہ ہو جو ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمر نے
کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام قبول کیا۔

نوٹ - حضرت ابوبکر (خلیفہ ابوبکر مطابق اعتقاد اہلسنت) کے بعد حضرت عمر مسلمان ہوئے ہیں

سابقین اسلام۔ صد ۲ تاریخ اسلام۔

اس امر میں اختلاف نہیں کہ یوم دوشنبہ کو جناب رسالتمآب صلعم مبعوث ہوئے اور اسی دن آخر وقت میں بی بی خدیجہ بنت خویلد علیہ السلام نے نماز پڑھی اور دوسرے دن منگل کو حضرت علی علیہ السلام نے نماز پڑھی

(روضۃ الاحباب ج ۱ ص ۸۳) میں ہے اور ابن عبدالبر صاحب استیعاب نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ خدیجہ کے بعد اول علی ابن ابی طالب علیہ السلام ایمان لائے اس وقت حضرت علیؑ کی عمر دس سال کی لکھی ہے۔

چند مفسرین اور مورخین کے نام

ابن ہشام۔ ابوالفدا۔ ابن اثیر طبری۔ صاحب روضۃ الاحباب۔ صاحب ریاض النضرہ۔ صاحب معجم لغوی اور صاحب مدارک وغیرہ اس امر کے قائل ہیں کہ اول دن حضرت بی بی خدیجہ اور دوسرے دن حضرت علی نے نماز پڑھی ہے۔

حضرت علی نے کبھی بتوں کی عبادت نہیں کی

سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۹۳ میں تحریر ہے۔ چونکہ آپ نے کبھی بتوں کی عبادت نہیں کی۔ اس لئے حضرت کے نام کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔

حضرت علی نے کبھی شرک نہیں کیا

سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۹۴ اور ارجح المطالب صفحہ ۸۵۴ میں لکھا ہے۔ عرصہ تک حضرت علی علیہ السلام مرضعہ کا دودھ نہیں پیا۔ رسول اللہ صلعم کے لعاب دہن سے زبان چوس کر پرورش پائی۔ اور حضرت علی

نے کبھی شرک نہیں کیا۔ کیونکہ ابتدا سے رسُول کی کفالت میں تھے۔

حضرت ابوبکر خلیفہ اول مطابق اعتقاد اہلسنت جماعت کتنے آدمیوں کے بعد مسلمان ہوئے تاریخ طبری

تاریخ طبری صفحہ ۲۱۵ جلد دوم مطبوعہ مصر میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر سے پہلے پچاس آدمی سے زیادہ مسلمان ہو چکے تھے۔

حضرت علیؑ نے سات برس پہلے تمام لوگوں سے حضرت محمدؐ کیساتھ نماز پڑھی اور صدیق اکبر تھے

فرمایا جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ میں نے رسُول اللہ صلعم کیساتھ لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

روایت مناقب حضرت احمد بن حنبل صاحب امام (اہلسُنّت جماعت) خصائص نسائی مسند اور طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے اور یہی روضۃ الاحباب میں ہے۔

تاریخ ابن اثیر میں ہے کہ فرمایا جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے میں خدا کا بندہ ہوں رسُول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں۔

جناب حضرت محمدؐ و علیؑ کے آبا و اجداد نے کبھی بُت کی پرستش نہیں کی معہ قول و کلام حضرت ابیطالبؑ صفحہ ۱۰ ضمیمہ قرآن مجید مصنفہ مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی مرحوم

اصبغ ابن انباتہ سے منقول ہے کہ میں نے خود جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا کہ خدا کی قسم نہ میرے باپ و چچا (حضرت ابوطالب و عبداللہ) نے کبھی بت کی پرستش کی اور نہ مرے دادا عبدالمطلبؑ نے اور نہ اس کے والد ہاشمؑ نے اور نہ اس کے والد عبدمنافؑ نے اس پر کسی نے عرض کیا کہ آخر وہ کس کی عبادت کیا کرتے تھے فرمایا بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے دین ابراہیم علیہ السلام کے مطابق نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی پر قائم تھے۔

علامہ ابن بابویہ القمی علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید میں حضرت ابوطالبؑ کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں۔ جس کا ایک شعر عربی تحریر کیا جاتا ہے۔ مفصل ضمیمہ میں ملاحظہ ہو۔

اَنْتَ الْاَمِیْنُ مُحَمَّدٌ ٭ قَوْمٌ اَغَرُّ مُسَوَّدُ

ترجمہ۔ تم امین ہو محمدؐ ہو سب سے زیادہ عزت دار سردار ہو۔ تم سرداروں اور پاک دامنوں کے فرزند ہو جو کریم الاصل تھے۔ تمہاری جاتے ولادت بہت اچھی ہے۔ تم نیک بختوں کے سعید فرزند ہو۔ اور سعید لوگ ہی آپ پر احاطہ کئے رہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سے لے کر

ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی ہدایت کرنیوالا وہی برابر چلا آتا ہے۔ اسی سے میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں کہ آپ کی ہر بات سچی ہے کوئی خلاف عقل نہیں اور آپ تو اس وقت سے جبکہ آپ بچے ہی تھے حق ہی حق باتیں کہتے رہے۔

حضرت ابوطالب معاذاللہ کافر نہ تھے۔ عوام الناس جو گمان کرتے ہیں جھوٹے ہیں صفحہ ۳۰۴ لغایت ۴۲۵ قرآن مجید ضمیمہ مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی

کافی میں ہے کہ کسی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یہ عرض کی کہ عوام الناس گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام معاذاللہ کافر تھے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جھوٹے ہیں۔ وہ شخص کیسے کافر ہو سکتا ہے جو یہ کہے

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا ۞ نَبِيًّا كَمُوسَىٰ خُطَّ فِي أَوَّلِ الْكُتُبِ

ترجمہ۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ہم نے محمدؐ کو ویسا ہی پایا جیسے کہ موسیٰ تھے اور یہ بات سب سے پہلے نوشتہ میں لکھی ہوئی ہے۔ شیعیان اہلبیتؑ کا اس بات پر اجماع ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جناب ابوطالب یقینی مومن تھے۔ اور اس بارہ میں مکتوب عربی۔ فارسی۔ اردو میں تصنیف شدہ موجود ہیں و جناب مولانا و مقتدانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنوی رسالہ الشہید آگرہ میں مدلل و مفصل مضمون ابھی حال ہی میں شائع فرمایا ہے۔ اور ضمیمہ مولوی مقبول احمد صاحب مرحوم جنت مکین صفحہ ۳۰۴ لغایت ۴۱۰ کے ملاحظہ سے ہر شخص کو تسکین کلی ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام مسلمان تھے۔ محض علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے دشمنوں نے محض بدگمانی کے لئے مشہور کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مواخذہ وار ہیں۔

تعجب تعجب مولانا محمد علی صاحب جو قوم کے لیڈر ہیں اور جن کے نام کیساتھ مولانا کا لفظ مستعمل ہے۔ اور بارگاہ فرنگی محل سے مولانا کا خطاب حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر بھی ہمدرد مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء میں ابوجہل و ابولہب کا فر و ابوطالب علیہ السلام مومن کو یکساں شمار کر لیا یہ کیوں؟ وزیر شاہ نجدیین کی امید میں اور بموجب بیان حلفی حاجیان قصور بمقابلہ حسب حزب الاحناف لاہور مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۲۵ء حسب ارشاد جناب قمر احمد صاحب نمائندہ مرکزی خلافت کمیٹی مولانا شوکت علی صاحب کے لئے ایک خلعت شاہ نجدی کے یہاں سے آئی ہے۔ ممکن ہے کہ مولانا محمد علی صاحب کے لئے بھی خلعت آئی ہو۔ اسی لئے کسی سے اظہار نہیں کیا ہے۔ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کا جواب مفصلاً اخبار سرفراز لکھنؤ میں جناب چودھری سید نظیر الحسن صاحب رئیس مچھاین نے مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ کو و جناب سید محمد شاہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل۔ لکھنوی مورخہ ۲۴ صفر المظفر ۱۳۴۴ھ کو شائع فرما دیا ہے۔

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام متولد ہی مسلمان

ہوئے تھے اور آپ صدیق اکبر تھے۔

فقیہہ حسین کاکی نے اپنی کتاب راحۃ ذوی السلالہ فی محبت الصحابہ میں جناب فاطمہ بنت اسد علیہ السلام نے روایت کیا ہے کہ جب علی پیدا ہوئے تو میں نے اُن کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا۔ ابوطالب کہنے لگے جب تک محمد صلعم تشریف نہ لائیں مت کھولنا۔ اتنے میں آنحضرت تشریف لائے اور اس کپڑے کو کھولا اور ایک خوبصورت لڑکا اس میں سے نکلا اور اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور علیؑ اس کا نام رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور وہ لڑکا حضور صلعم کی زبان کو چوسنے لگا اور چوسنے چوسنے سو گیا (ارجح المطالب وسیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۲۹۴)

دوسرے۔ چونکہ جناب ابوطالب علیہ السلام مسلمان تھے اس لئے حضرت علی مسلمان پیدا ہوئے

تیسرے۔ بموجب حدیث رسول ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اُن کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی وغیرہ بنا لیتے ہیں۔ اور سن طفولیت سے جناب امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے پرورش پائی اس صورت میں بھی مسلمان پیدا ہوئے۔

چوتھے۔ حضرت علیؑ کا کعبہ معظمہ میں پیدا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ مسلمان تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بُت بھی کعبہ میں موجود تھے چنانچہ بتوں کو حضرت امیر المومنین نے گرا کر کعبہ کو پاک کر دیا۔ اور جائے پیدائش صدیق اکبر کعبہ میں موجود ہے اور یہ شرافت ابتدائے آفرینش سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ حضور رسول اللہ صلعم نے ان حضرت (علی) کو صدیق کے لقب سے ممتاز کیا۔ اور کہا صدیق تین ہیں۔ ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ صدیق اول حبیب مومن آل یٰسین ہے۔ اور دوسرے خرقیل مومن آل فرعون ہے اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام تیسرے صدیق ہیں۔ اور وہ ان سب میں افضل ہے۔ پس حضرت علیؑ صدیق اکبر ہوئے۔ یہ حدیث حضرت احمد بن حنبل صاحب (امام اہلسنت جماعت) نے مناقب میں لکھی ہے۔

کفار کا ظلم مسلمانوں پر ابوجہل نے بی بی سمیہ صاحبہ خاتون مادر حضرت عمار یاسر اصحاب رسول رحمہ کے قلب پر نیزہ مار کر ہلاک کر دیا اور حضرت یاسر رحمۃ پدر حضرت عمار رحمۃ کو اتنا مارا کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ ابوجہل نے اپنی کنیز زنیرہ صاحبہ کو اتنا مارا کہ وہ اندھی ہو گئی۔ حضرت عمر نے قبل اسلام قبول کرنے کے اپنی کنیز لبیبہ صاحبہ کے اسلام نہ قبول کرنے کے جرم میں اتنا مارتے تھے کہ تھک جاتے تھے اور پھر دم لیکر مارنے لگتے تھے۔ جلد ۹ تاریخ اسلام جلد دوم۔

خاکسار سید محمد بہادر حسین صفی پوری۔ سیاہ نویس۔

ہلال محرم لاہور میں یکم محرم ۱۳۴۵ھ بروز پیر مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۲۶ء قرار پائی ہے۔ اس لئے عاشورا بروز بدھ ۲۱ جولائی کو ہوگا۔
(مدیر)

ایڈیٹر النجم مولوی شکور کی ہفوات

ممدوح بھی عجب دماغ کے آدمی ہیں۔ اپنے پرچہ کی اشاعت کے لئے ضرور کسی نہ کسی سے چھیڑ چھاڑ رکھا کرتے ہیں۔ اس کی جہالت بے سروپا مضامین۔ فرسودہ اور پوچ دلائل اور بدزبانی کی وجہ سے اہل علم اس کی ان ہفوات کو ہمیشہ ناقابل التفات سمجھ کر "جواب جاہلاں باشد خموشی" کے مصداق پر عملدرآمد کرتے رہے ہیں۔ باوجود اس کے جہال دیکھو یہ (ایڈیٹر) ہر معاملہ میں خواہ مخواہ کا چودھری بننے کے لئے تیار اور ارباب مکارم واصحاب عمائم کی پگڑی اتارنے کے لئے آمادہ ہے۔ اس جاہل و بے سواد ایڈیٹر نے نہ صرف علماء شیعہ ہی کی مخالفت کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ بلکہ علماء اہلسنت کی تضحیک وتذلیل میں بھی ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ یہ سنی نما وہابی۔ فی الحقیقت گندم نما جو فروش کا پورا مصداق ہے۔ یہ وہابی ایسی نامبارک رویہ اختیار کرنے سے عوام کو دھوکا دیکر سال بھر کی روٹیاں کما لیتا ہے۔ الحمدللہ کہ برادران اہلسنت اس کی روباہ بازیوں سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہیں۔ اور اس کے جہل وعمل کی بناء پر اکابر علماء اہلسنت اس کے حق میں فتویٰ کفر باالاتفاق چھاپ کر منتشر کر چکے ہیں۔ اس کی عوام فریبی اب اس مطبوعہ فتویٰ سے طشت ازبام ہو چکی ہے اور اہلسنت میں بھی بیک فلو نمیار زر کا مصداق بن چکی ہے۔

مگر اس ڈھیٹ نے بھی بمصداق "ملا آں نست کہ چپ نشود گر طب گوید یا یابس" اپنا جاہلانہ رویہ نہیں بدلا۔ اور برابر اکابر علماء اسلام شیعہ ہوں یا سنی سب کی مخالفت پر کمر باندھے کھڑے ہیں اور اپنے حملہ آرا کاذیب پرچے میں جاہلانہ مضامین لکھ لکھ کر عوام جہلا کو ذہن نشین کر رہے ہیں کہ دیکھو ہمارے مقابلہ میں کوئی عالم اور مجتہد آنے کی جرأت نہیں کرتا۔ سنا گیا ہے کہ کسی من چلے سنی نے اس کو اس تعلی کا منہ پر یہ جواب دیا ہے۔ کہ "اے ایاز قدر خود را بشناس" تم کہاں اور کہاں علماء کرام بھلا ایک عالم اور جاہل ایڈیٹر صاحب کا مقابلہ کیا یا دش بخیر "اصلاح" کھجوہ نے تمہاری ناکابندی میں جس متانت سے حصہ لیا ہے ہمکو بخوبی یاد ہے۔ اور فرار النجم زبان زد خاص وعام ہے فاجرہ علی اللہ تعالیٰ "سہیل یمن" کی خدا عمر دراز کرے جس نے دو تین پرچوں ہی میں تمہاری وہ خبر لی ہے اور قلعی کھولی ہے۔ کہ تمہارا دل ہی جانتا ہے۔

رہا الحافظ سو اس کے کالم اگرچہ علمی مضامین کے لئے وقف ہیں۔ مگر تمہارے الغم۔ بلغم بشلغم مضامین باطلہ جو مضحکہ صبیان سے کم نہیں ہوتے باوجود ناقابل التفات ہونے کے۔ صرف تمہاری خاطر تمہاری رباغت میں حصہ لیتا رہیگا۔

فی الحال دوستانہ رنگ میں ہم آپکو یہ تنبیہہ کرتے ہیں کہ آپ سنی اور شیعہ کو لڑوانے میں اپنے رسالہ النجم کے ذریعہ جن منافشات کا ٹھیکہ لیکر لکھا ہے انہیں کاوش عالمانہ اور محققانہ رنگ اختیار کریں۔ مذہبی تحقیقات کو تہذیب اور متانت کے دائرہ میں رہکر لکھا کریں۔ فتنہ و فساد کا رویہ چھوڑ دیں جسمیں بددیانتی خیانت نقل غلط ترجمے اور طرح طرح کی قابل شرم کارروائیاں جو آپ کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ یک قلم چھوڑ دیں ورنہ

آپ کے رسالہ النجم نے رسالہ الحافظ کے مقابلہ میں کئی مرتبہ قدم رکھا اور آئیں بائیں شائیں کر کے خود ہی لیس پاء ہو گیا اور الحافظ کے ایک ضرب کی بھی تاب مقاومت نہ لا سکا نہ کبھی اس کے کسی مضمون کا مدلل جواب دلسکا اور نہ اس کو الحافظ کے حامل المتن جواب دینے کی توفیق ہوئی۔ بازاری رویہ سے اہل علم کو گالیاں دیکر اور عالم کو جاہل کہ کر آپ کامیابی کا تمغہ کیونکر حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن جب الحافظ میں اسکا محققانہ جواب دیا گیا اور کتب شیعہ کے غلط اور جھوٹے حوالوں میں تمہاری چوریاں [illegible] نیں تم کو دکھلائی گئیں تو تم مہینوں ایسے خاموش ہو گئے کہ گفتند مردتیہ تمہاری خاموشی پر تمہاری قوم نے بھی تم کو ملامت کی مگر ہیچیا باش ہرچہ خواہی کن پر عملدرآمد ہوتا رہا۔

اب بھی ہم آپکو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ اے "دوست"۔ یا تو الحافظ کے مقابلہ میں آنے سے توبہ کر لو اور آئندہ شیعہ مذہب پر ناجائز حملے کرنا چھوڑ دو۔ یا الحافظ کے مضامین کا حامل المتن محققانہ جواب دو اور حسب منشا ائمہ ناکہ بدلائل و براہین شوق سے طبع آزمائی کر جواب میں ضرب کاری پہنچنے پر اپنے بزرگوں کی طرح فرار اور روپوشی اختیار نہ کیا کرو۔ مگر توقع نہیں کہ تم ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کی بھی پابندی کرو گے ہر حال میں تمہارے حق میں ہماری یہی دعا ہے کہ ھداک اللہ الی صراط مستقیم۔ (مدیر)

ذوالجناح یوم عاشور

محرم سنہ ۱۳۴۵ھ مطابق سنہ ۱۹۲۶ء

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ امسال بھی ذوالجناح یوم عاشور محرم حسب الحکم عالیجناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور زیر اہتمام جناب خان بہادر نواب محمد علیخان صاحب قزلباش سی۔ ایس۔ آئی رئیس اعظم پنجاب لاہور۔ دام اقبالہ نکلیگا۔ اول رات کے ٹھیک ۱۲ بجے حویلی ڈپٹی سید دلاور علی شاہ صاحب مرحوم واقعہ محلہ چہل بیبیاں سے نکلکر براستہ لکڑ منڈی بازار نوہریاں۔ چوک نواب صاحب سے گزر کر حسب معمول قدیم امام باڑوں میں گشت کرتا ہوا امام باڑہ سید سے شاہ واقعہ محلہ گیلانیاں میں قیام کریگا۔ صبح کو امام باڑہ سید سے شاہ سے برآمد ہو کر محلہ گیلانیاں۔ چوک نواب صاحب۔ بازار نوہریاں۔ لکڑ منڈی چوہٹہ مفتی باقر سے براستہ قدیم گشت کرتا ہوا کربلا گامے شاہ پہنچ جائیگا۔

مومنین کیخدمت میں التماس ہے کہ ٹھیک ۱۲ بجے شب کو امام باڑہ سید دلاور علی شاہ صاحب مرحوم سے شامل جلوس ہو کر ثواب دارین اور سعادت کونین حاصل کریں۔ مدیر [الیس اللہ بکاف عبدہ]

التقریظ

کتاب اسوۃ الرسول جلد اول

ایک عرصہ ہوا کہ مولوی شبلی صاحب کی مجلدات سیرۃ النبی نے ملک و قوم میں شائع ہو کر اصول [illegible] تسلیم اور مصنوعات مرویات کی بہتان عظیم کی بناء پر جو غلط فہمیاں اور کتمان واقعات فضائل و مناقب حضرت بنی ہاشم و بزرگان بنی فاطمہ علیہم السلام کی نسبت پھیلا رکھی ہیں۔ اور جن جن علمی ترکیبوں اور تحریروں تدبیروں سے استیصال حقوق بنی فاطمہ و استخفاف فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام عمل میں لائے گئے تھے۔ ان سے عبرت پذیر ہو کر جناب مستطاب مورخ کامل اور فاضل بازل